یہ رسالہ ہر انگریزی ماہ کی ۲۷ تاریخ رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۶۴ کو قادیان ضلع گورداسپور سے شایع ہوتا ہے۔

ولتکن منکم امۃ یدعون
الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر
واولئک ھم المفلحون

بابت ماہ نومبر ۱۹۱۲ء

(۷) (۱۱)

رسالہ

تشحیذ الاذہان

صاحبزادہ

فہرست مضامین

قیمت سالانہ

عوام سے دو روپے دکاندار طلباء سے ایک روپیہ ۲ آنہ ۸ آنہ (محصول)
غیر ممالک سے ۔۔ لی جاتی ہے

باہتمام منیجر اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں چھپکر چودھری عبدالسلام مہتمم کے حکم سے منیجر رسالہ نے شایع کی

جنگ یرموک سے حملہ ایران تک	جنگ بدر سے جنگ یرموک تک
۱۶ حیرتناک واقعات اگلے چھ نمبروں میں شائع ہوتے ہیں حجم ۲۸۸ صفحات قیمت عصہ	۲۸ دلچسپ واقعات ابتدائی چھ نمبروں میں شائع ہوتے ہیں حجم ۲۸۸ صفحات قیمت عصہ

(۱) ہر ماہ میں ۴۸ یا ۱۰۰ صفحے کے حساب شائع ہوتی ہے (۲) ہندسونکا سلسلہ برابر چلتا ہی (۳) مستقل خریداروں کو

تاریخ اسلام

فصیح صاحب مرحوم نے

کو ابتدا سے رسالے بھیجے جاتے ہیں (۴) قیمت سالانہ پیشگی ۲ روپے یا ۵۱۲ صفحات للعہ (چار روپیہ) مقرر ہے

نے نہایت محنت۔ تحقیق اور دماغ سوزی سے نئے انداز اور جدید طرز پر لکھی ہے۔ اسکے مطالعہ سے دماغ منور ہوتے ہیں۔ سینہ کھلتے ہیں۔ اور بزرگان اسلام سے سچا عشق پیدا ہوتا ہے۔ مسلمانوں کا قومی فرض ہے کہ اسکو منگا کر پڑھیں اور اولاد کو پڑھائیں۔

حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح کی قیمتی رائے

تاریخ اسلام محنت کے ساتھ لکھی گئی ہے۔ مصنف نے عمدگی کے ساتھ کوشش کی ہے۔ کہ صحابہ رضؓ کے اندرونی تعلقات کی خوبی اور پختگی پر روشنی ڈالیں۔ باوجود دلچسپ ہونیکے نفس مضمون تاریخ کی حد سے باہر نہیں نکلا۔ چونکہ صحابہ کی زندگی ہر زمانہ کے مسلمانوں کے لئے رہنما ہے۔ اسلئے یہ سلسلہ بہت مفید ہوگا۔

حضرت اقدس کا خط

عزیز من۔ سلام علیکم رسالہ پہنچا ہے میں نے للعہ قیمت فصیح مرحوم کو نقد بھیجدی تھی۔ جب یہ قیمت ختم ہو اور رسالہ جاری رہے تو پہلا پرچہ وی پی بھیجدیں۔

ملنے کا پتہ

مفتی فیض علی مینجر تاریخ اسلام فصیح منزل شہر سیالکوٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ

رسالہ

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ نومبر ۱۹۱۲ء

عید اضحی مبارک

عرض حال ماہ رمضان المبارک کے عنوان سے جو مضمون تشحیذ میں لکھا گیا تھا۔ اسے جامعیت کے لحاظ سے بہت پسند کیا گیا۔ اسلئے مینے چاہا۔ کہ عید اضحی کے مسائل لکھکر اپنے ناظرین کے سامنے پیش کروں۔

قربانی کا رواج تمام قوموں میں نور الدین میں بحوالہ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا مرقوم ہے۔ کہ ایران۔ انڈیا۔ یونان۔ روم۔ عرب۔ افریقہ قدیم امریکہ اور روما میں قربانی کا عام رواج تھا۔

عبرانیوں میں بھی شکریہ کفارہ حمد الٰہی کے لئے لڑکے کے تولد ختنہ شادی

پر اور مہمان کے آنے پر فتحمندی زمین کے جوتنے۔ کنوئیں کی بنا۔ بنیاد عمارت۔ باہمی معاہدہ مردہ کی سالانہ رسم۔ شکار کے بعد اور جب کسی کا جانور پہلا بچہ دے قربانی ہوا کرتی تھی بابلیوں میں انسان کی قربانی کا رواج تھا۔ روما میں سؤر کی۔ انگلستان میں دوروایڈسن قوم میں قربانی تھی اور انڈیا کی تمام اقوام میں قربانیاں ہوتی تھیں۔

غرض کوئی قوم کوئی مذہب اس بات سے انکار نہیں کرسکتا۔ کہ اس میں کسی نہ کسی پہلو سے قربانی کا رواج نہیں یا نہ تھا۔ بائبل کو پڑھ جاؤ۔ جا بجا قربانی کا ذکر ہے۔ قابیل اور ہابیل کی قربانی اور پھر اسپر قتل تک نوبت پہنچنا تو بہت مشہور ہے وید بھی قربانیوں کے ذکر سے خالی نہیں۔ مہارشی دیوندر ناتھ ٹھاکر جی جو بنگال کے ایک مقبول و محترم مصنف ہیں۔ ان کی ایک کتاب کا ترجمہ شردھے پرکاش دیو جی نے اردو میں کیا ہے۔ اسکے صفحہ ۶۰ میں لکھا ہے۔ کہ جو چیزیں خود انکو (ہندؤں) پسند تھیں۔ انہیں کی اگنی میں آہوتی دیتے تھے۔ مثلاً گوشت۔ چاول کی روٹی گھی دودھ۔ صفحہ ۶۳ میں ہے۔ گھوڑے۔ گائے۔ بکرا۔ بھیڑ وغیرہ جوانوں کے خاص خاص حصے دیوتاؤں کو آہوتی دیتے تھے"۔ یعنی پرانے ہندو بھی مسلمانوں کیطرح . . . . کی قربانی کرتے تھے۔ (وکیل ۵۔ اکتوبر ۱۲ء) اس پرانے رواج کی یادگار اب بھی کئی مندروں میں قائم ہے۔ جے پور میں ہر روز ایک بکرے کی قربانی ہوتی ہے۔ اسی طرح ایک اور جگہ دھرمپال قربانیوں کی کثرت کی وجہ سے مکھیوں کی بھنبھناہٹ کا ذکر کرتا ہے۔ اسے جانے دو۔ اگنی کنڈ میں اگنی دیوتا کے لیئے جو کچھ ڈالدیا جاتا ہے۔ اس میں شہد اور کستوری شامل ہے۔ جو بہت سے جاندار مکھیوں اور ہرنوں کی قربانی کے سوا ملنی ناممکن ہے۔

اسلام کی قربانی پر اعتراض فضول ہے

باوجود ان مثالوں کے اسلام کی قربانی پر ایک اعتراض کرنا فضول حرکت بلکہ دیدہ دانستہ ایک دل آزار حملہ ہے۔

ایسے لوگ یا تو خدا کے منکر ہیں۔ یا قربانی کے اصول سے ناواقف اور پھر اسلامی فلاسفی سے مطلق جاہل۔ یہ لوگ اگر عام قانون قدرت کو دیکھیں۔ تو بھی انہیں اپنا اعتراض واپس لینا پڑے۔

حیات عالم قربانیوں پر موقوف ہے

کیا وہ نہیں دیکھتے۔ چھوٹی چیزیں بڑی چیزوں پر قربان ہوتی ہیں۔ اور اس قربانی سے تباہی نہیں پڑتی۔ بلکہ ترقی ہوتی ہے آکسیجن کی قربانی نہ ہو۔ تو حضرت انسان زندہ نہ رہ سکیں۔ بلکہ کوئی متنفس نہ دیکھا جائے۔ کاربن نہ ہو۔ تو درخت سرسبز نہ ہوں۔ پھر درخت قربان نہ ہوں جن میں ایک قسم کی روح مانی جاتی ہے۔ تو انسان کو زندگی دوبھر ہو۔ کوئی حیوان زندہ نہ رہے۔ حیوان قربان نہ ہوں۔ تو انسان کے لیئے دنیا کی رہائش وبال جان ہو جائے۔ جو لوگ بڑے رحمدل بنتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ قربانی ایک ظلم ہے۔ ان کے زخموں میں اگر کیڑے پڑ جائیں۔ تو انکی ہلاکت پر تو وہ بھی خوشدلی سے راضی ہیں۔ زخموں سے بچے رہیں۔ تو کم از کم پانی پینے سے انکار نہیں کر سکتے۔ جس میں ہزاروں لاکھوں کیڑوں کی قربانی ہو جاتی ہے۔ یہ باتیں خدا کے منکروں اور خدا پرستوں دونو پر حجت ہیں۔ پھر تمام مذاہب خصوصًا ہمارے آریہ معترض خدا تعالےٰ کو دیالو کرپالو رحیم کریم مانتے ہیں۔ خود اس کی مملکت میں ہم دیکھتے ہیں۔ باز۔ شاہین بلیاں۔ شیر۔ چیتے۔ بھیڑیئے۔ مگرمچھ دوسرے جانوروں کو کھا جانیوالے جانور موجود ہیں۔ بڑی مچھلیاں چھوٹی مچھلیوں کو کھا جاتی ہیں۔ یہ قانون ذبح آخر اسی کا بنایا ہوا ہے۔ پس قربانی پر اعتراض کرنا خدا کے فعل پر خدا کے قانون پر اعتراض کرنا ہے۔ بلکہ اس پہلو سے اگر دیکھیں۔ کہ یہ معترض بھی آخر کار ان حیوانوں سے خدمت لیتے ہیں۔ ان سے دودھ دوہتے ہیں۔ انپر بوجھ لادتے ہیں۔ ان سے طرح طرح کی مشقتیں لیتے ہیں۔ یہ بھی ایک قسم کی قربانی ہے۔ اسکا

حق انکو کس طرح حاصل ہوا۔ اگر کہیں کہ ہم ان کو کھلاتے پلاتے ہیں۔ تو میں سوچتا ہوں۔ جب ایک انسان اشرف المخلوقات کو چند روپے ماہوار تنخواہ دے کر بادشاہ کو حق حاصل ہو جاتا ہے۔ کہ وہ سپاہی اسپر اسکے بدلے میں اپنی جان فدا کرے۔ تو ایک جانور کی قربانی میں کیا محذور ہے۔ خصوصاً ان لوگوں کے نزدیک جو تناسخ کے قائل ہیں۔ کیونکہ ذبح اگر تکلیف دہ امر ہے تو بھی ان کے پچھلے جسم کے پاپوں کی سزا ہی میں ہوگا۔ اور یہ بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔ کہ اگر جانوروں کی قربانی چھوڑ دی جائے۔ تو وہ پھر نہیں مرینگے۔ یا ان کی کثرت عرصہ عالم کو ان پر تنگ نہیں کردیگی۔

اسلام کی اصلاح مسئلہ قربانی میں

دنیا کو اسلام کا ممنون ہونا چاہیئے۔ کہ اس نے اس مسئلہ قربانی میں افراط و تفریط چھوڑ کر ایک وسطی راہ بتائی حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اللہ تعالےٰ ہزارہا سلام بھیجے اور لاکھوں رحمتیں نازل کرے جو یہودیوں عیسائیوں مجوسیوں (آریہ۔ سناتن سب مجوس ہی میں سے ہیں) اسلامیوں کے مانے ہوئے پیشوا ہیں۔ آپ نے انسانی قربانی کی رسم کو اٹھا دیا۔ اور اس کی بجائے دنبہ اور اس قسم کے حلال جانوروں کی قربانی قایم کی۔ آپ نے خواب میں دیکھا۔ کہ میں اپنے بیٹے کو ذبح کر رہا ہوں۔

(انی اریٰ فی المنام انی اذبحک)

آپ نے حکم الٰہی کے ماتحت اس بیٹے کی بجائے ایک دنبہ ذبح کیا (وفدینٰہ بذبح عظیم) اور اس طرح پر انسانی قربانی کی اصل کو واضح کیا۔ اور پھر یہ نیک رسم پچھلے آنیوالوں میں جاری کردی (وترکنا علیہ فی الاخرین) اسلام نے قربانی کے مسائل کو کھول کر بتایا۔ ایک طرف ان لوگوں پر اتمام حجت کی جو اپنی دیوی دیوتاؤں اور بتوں کے نام پر قربانیاں کرتے تھے۔ کہ دیکھو ہم ان کے

نام کی قربانیاں نہیں کرتے۔ مگر وہ ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ ہماری قربانیاں تو محض اللہ کے نام کی ہیں۔ ان صلوٰتی و نسکی ومحیای و مماتی للہ رب العالمین۔ تم بھی جو قربانی کرو۔ اللہ کے نام کرو دوسری طرف جو خدا کے نام پر قربانی کرتے تھے۔ اُنکو سمجھایا۔ کہ محض آگ میں جلا دینے سے کچھ فائدہ نہیں۔ خدا کو گوشت یا خون نہیں پہنچتا۔ بلکہ اسکو تمہارا تقوٰی پہنچتا ہے لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا وَلَا دِمَاؤُھَا وَلٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ۔ پس خدا کے نام پر جیسے اپنی اور متاع قربان کرتے ہو۔ ایسے ہی اپنے قبضے کے جانور (کہ وہ بھی تمہارے خادم ہیں) ذبح کرکے خود کھاؤ۔ دوسروں کو کھلاؤ۔ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُھَا فَکُلُوْا مِنْھَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ کَذٰلِکَ سَخَّرْنٰھَا لَکُمْ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ط

اسلامی قربانی کی فلاسفی

اور پھر اس سے یہ سبق سیکھو۔ کہ ہم بھی اپنے مولیٰ اپنے رب کے بندے ہیں۔ تمام قوٰی اسی کے دیئے ہوئے ہیں۔ ہمیں بھی چاہیئے۔ کہ جان و مال سے اسکی محبت اسکی اطاعت اسکی فرمانبرداری میں فنا ہوجائیں۔ اور ابدی بقا حاصل کریں۔ چنانچہ قرآن مجید میں فرمایا۔ پارہ ۱۷ سورۃ حج رکوع ۱۲ میں بعد حکم قربانی کے کَذٰلِکَ سَخَّرَھَا لَکُمْ لِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰکُمْ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِیْنَ۔ پھر اس سے آگے جہاد کا ذکر ہے جس میں امن قائم کرنے کے لئے اپنی جانیں خدا کی راہ میں قربان کرنیکی اجازت فرمائی ہے۔ اسکی تفسیر میں میرے مطاع جری اللہ فی حلل الانبیاء علیہ التحیۃ والثنا کا ایک خطبہ الہامیہ ہے۔ جو آپ نے زبان عربی میں عید کے دن فی البدیہ اعلام الٰہی سے سنایا تھا۔ وہ اخیر میں نقل کر دیا جائیگا۔ میں اپنی طرف سے کچھ لکھنا بے ادبی خیال کرتا ہوں۔ اور اب میں قربانی کے مسائل عرض کرونگا۔

قربانی سنت ہی یا واجب

یہ اصطلاحیں بعد میں وضع ہوئی ہیں۔ اسلیئے ان جھگڑوں میں پڑنا ٹھیک نہیں۔ حضرت ابو ہریرہ سے ایک روایت ہے۔ کہ فرمایا۔ رسول کریم صلعم نے مَنْ کَانَ لَہٗ سَعَۃٌ وَلَمْ یُضَحِّ فَلَا یَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا۔ (بلوغ المرام) جو باوجود استطاعت قربانی نہ کرے۔ وہ ہمارے مصلے کے پاس تک نہ پھٹکے اس سے استدلال کرتے ہیں۔ قربانی واجب ہے۔ لیکن دوسرا فریق یہ متفق علیہ حدیث پیش کرتا ہے۔ جس کے راوی براء ہیں۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے وَمَنْ ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلٰوۃِ فَقَدْ تَمَّ نُسُکُہٗ وَاَصَابَ سُنَّۃَ الْمُسْلِمِیْنَ ۵ جس نے عید کی نماز پڑھکر قربانی کی۔ اسکی قربانی پوری ہوئی۔ اور وہ مسلمانوں کی سنت پر چلا (مشکوٰۃ باب العیدین) (دوم) اصحاب رسول اللہ نے آپ سے دریافت کیا۔ ماھٰذِہٖ الاضاحی یہ قربانیاں کیا ہیں۔ آپ نے جواب ارشاد فرمایا سُنَّۃُ اَبِیْکُمْ اِبْرَاھِیْم علیہ السلام تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ ان احادیث سے واضح ہوتا ہے۔ کہ قربانی ایک امر مسنون ہے۔ حضرت ابن عمر نے ایک شخص کو کیا اچھا جواب دیا کہ قربانی کی پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اور مسلمانوں نے دوبار اس نے پوچھا۔ دوبار یہی جواب دیا۔ (ترمذی)

قربانی کا التزام اور فضیلت

ابن عمرؓ راوی ہیں۔ کہ رسول اللہ صلعم مدینہ میں دس سال زندہ رہے۔ اور آپ قربانی فرماتے تھے (مشکوٰۃ) اور زید بن ارقم کی روایت سے ابن ماجہ میں حدیث ہے۔ کہ حضور انور نے فرمایا۔ بِکُلِّ شَعْرَۃٍ حَسَنَۃٌ اور بِکُلِّ شَعْرَۃٍ مِنَ الصُّوْفِ حَسَنَۃٌ۔ بدے ہر بال کے بلکہ پشم کے بال بال کے بدلے میں ایک ایک نیکی ہے۔ ایک اور حدیث ہے جس کی راویہ حضرت عائشہ صدیقہؓ ہیں۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَا عَمِلَ ابْنُ اٰدَمَ مِنْ عَمَلٍ یَوْمَ النَّحْرِ اَحَبَّ اِلَی اللّٰہِ مِنْ

إِهْرَاقِ الدَّمِ وَإِنَّهُ لَيَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقُرُونِهَا وَأَشْعَارِهَا وَأَظْلَافِهَا وَإِنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللّٰهِ بِمَكَانٍ قَبْلَ أَنْ يَقَعَ بِالْأَرْضِ فَطِيبُوا بِهَا نَفْسًا (رواہ الترمذی) دیکھو مشکوٰۃ فرمایا رسول اللہ صلعم نے اللہ تعالے کے نزدیک محبوب ترین عمل نحر کے دن قربانی کرنا ہے۔ وہ قربانی قیامت کے دن اپنے سینگوں بالوں اور کھروں کے ساتھ حاضر ہوگی۔ اور قربانی کا خون گرنے سے پہلے جناب الٰہی میں قبول ہوتا ہے۔ پس خوشدلی سے قربانی دو (مشکوٰۃ)

قربانی کس پر میں اسکے جواب میں کہونگا۔ ہر ایک مسلمان پر جو وسعت رکھے کوئی نصاب مقرر نہیں۔ جب تک لوگوں میں خشیۃ اللہ ہے۔ اور شریعت پر عمل کرنیکا شوق یہ جواب کافی ہے۔ لیکن بعض لوگ سستی کرتے ہیں۔ اور پھر بعض حیلے تلاش کرتے رہتے ہیں۔ زیادہ تعجب یہ ہے۔ کہ اگر طعام تفاخر کا موقعہ ہو تو بے دریغ قرض لیکر بھی کئی بکرے ذبح کر دینگے۔ مگر قربانی کے دن مسئلہ پوچھینگے۔ کہ میں غریب آدمی ہوں۔ قربانی کے بارے میں مجھے کیا ارشاد ہے۔ ان کے لئے فقہاء حنفیہ نے ضابطہ مقرر کر دیا ہے۔ کہ جس کے پاس جائداد بقدر نصاب شرعی ساڑھے باون روپے مسکن اور متاع مسکن اور سواری اور خادم کے سوا ہووے۔ اسپر قربانی لازم ہے زمین۔ زیور اسباب تجارت رہائشی مکان کے سوا دوسرے مکان کی مالیت جائداد میں محسوب ہوگی۔ بلکہ بقول بعض کتب غیر دینی اور اسکے دہرے نسخے بھی۔

۲ - ہر ایک گھر کی طرف سے ایک قربانی کافی ہے۔ مخنف بن سلیم روایت کرتے ہیں۔ ہم رسول اللہ صلعم کے حضور عرفات میں تھے۔ تو میں نے سنا۔ آپ فرماتے تھے يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ عَلَى كُلِّ أَهْلِ بَيْتٍ فِي كُلِّ عَامٍ أُضْحِيَّةً اے لوگو ہر اہلبیت پر ایک سال میں ایک قربانی ہے۔

۳- قربانی دوسرونکی طرف سے بھی کیجا سکتی ہے۔ اپنی اور اوروں کی طرف سے بچوں کی طرف سے مسافر کی طرف سے ایک حدیث ہے۔ جس کی راویہ حضرت عائشہ صدیقہ ہیں۔ کہ رسول اللہ صلعم نے ایک سینگ والے دنبے کے لانیکا ارشاد فرمایا۔ جس کے پاؤں سینہ پیٹ آنکھیں سیاہ تھیں۔ آپ نے فرمایا عائشہ چھری لانا۔ اور اسے پتھر پر تیز کرلے۔ چنانچہ مینے تیز کی پھر آپ نے دنبے کو لٹایا۔ اور اسکو ذبح کیا۔ یہ کہتے ہوئے کہ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ مِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ (رواہ مسلم) دیکھو مشکوٰۃ۔ اللہ کے نام سے اے اللہ قبول کر محمد سے اور آل محمد سے اور امت محمد سے۔ اسی طرح بخاری شریف میں ہے حدثنا مسدد قال حدثنا سفیان عن عبد الرحمٰن بن القسم عن ابیہ عن عائشۃ ان النبیّ صلے اللہ علیہ وسلّم دَخَلَ عَلَیْهَا وحاضت بِسَرِف قبل ان تدخل مکۃ وَهِیَ تَبْکِیْ فقالَ مالَكِ اَنَفِسْتِ قالَتْ نَعَمْ قالَ ان هٰذا امْرٌ کتبه اللہ علیٰ بنات ادم فاقضی ما یقضی الحاجّ غیر ان لا تطوفی بالبیتِ فلمّا کنّا بمنیً اُتِیْتُ بلحم بقرٍ فقلتُ ما هٰذا فقالوا ضحّی رسول اللہ عن ازواجه بالبقرِ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہونے سے پہلے مقام سرف میں جب عائشہ کے پاس آئے۔ تو دیکھا۔ کہ وہ رو رہی ہیں۔ فرمایا کیا ہے حیض آگیا۔ عرض کیا ہاں فرمایا۔ یہ تو وہ بات ہے۔ جو آدم کی تمام لڑکیوں کے واسطے مقدر ہے۔ پس سوائے طواف بیت کے اور حاجیوں کی طرح تمام عبادات بجالاؤ۔ پھر جب ہم منیٰ میں گئے تو میرے پاس گائے کا گوشت لایا گیا۔ میں نے پوچھا یہ کیسا ہے۔ تو لوگوں نے کہا۔ رسول اللہ نے اپنی بیبیوں کی طرف سے قربانی کی ہے۔ اس حدیث سے دو مسئلے نکلے۔ ایک تو یہ کہ دوسرے کی طرف سے قربانی ہوسکتی ہے۔ دوم یہ کہ مسافر

کو بھی قربانی دینی چاہیئے۔

۴۔ حنش سے روایت ہے۔ کہ مینے حضرت علی کو دیکھا۔ دو دنبے ذبح کرتے ہیں۔ مینے پوچھا۔ یہ کیا ہے فرمایا رسول اللہ صلعم نے مجھے وصیت کی تھی۔ کہ میں آپ کی طرف سے قربانی کیا کروں۔ چنانچہ اس ارشاد کی تکمیل کرتا ہوں۔ اس سے ثابت ہے۔ کہ متوفی کی طرف سے قربانی کیجا سکتی ہے۔

۵۔ آجکل مسلمانوں میں کچھ ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں۔ جو قربانی کی فلسفی اور اسکی حکمت سے جاہل محض ہیں۔ وہ کہتے ہیں قربانی کی قیمت کسی فنڈ میں دیدینی چاہیئے۔ یہ شریعت کی از سر نو ترمیم ہے۔ اور ایسا ہرگز جائز نہیں۔

۶۔ جسے قربانی میسّر نہ ہو یعنے طاقت نہ رکھتا ہو۔ مشکوٰۃ میں ایک حدیث ہے کہ وہ اپنے بال اور ناخن اور لبیں اور موہائے زیر ناف کٹا وے۔ یہ بھی قربانی ہو جائیگی خُذْ مِنْ شَعْرِكَ وَ اَظْفَارِكَ وَ تَقُصُّ شَارِبَكَ وَ تَحْلِقُ عَانَتَكَ فَذٰلِكَ تَمَامُ اُضْحِيَتِكَ عِنْدَ اللّٰهِ (ابو داؤد)

قربانی کون ذبح کرے اور کیا پڑھے

سب سے بہتر یہی ہے۔ کہ قربانی اپنے ہاتھوں سے کرے بخاری شریف میں انسؓ سے روایت ہے۔ کہ ضحّی النبیّ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم بکبشین املحین فرأیتہ وَاضِعًا قَدَمَہٗ عَلٰی صِفَاحِهِمَا يُسَمِّيْ وَ يُكَبِّرُ فَذَبَحَهُمَا بِيَدِهٖ۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دو ابلق دنبوں کی قربانی کی۔ پس مینے آپکو اپنا قدم دونوں کے پہلوؤں پر رکھے ہوئے دیکھا (یہ طریق ذبح ہے۔ یاد رکھئے) بسم اللہ و اللہ اکبر پڑھا اور اپنے ہاتھ سے ذبح فرمائے

جابرؓ سے روایت ہے۔ کہ آپ نے پڑھا۔ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ عَلٰی مِلَّةِ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا وَّمَا

اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَ نُسُكِیْ وَ مَحْيَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ- لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اسکے بعد بسم اللہ واللہ اکبر کہکر ذبح کیا۔ اگر کوئی اور مرد یا عورت ذبح کردے۔ تو بھی جائز ہے جیسا کہ بخاری میں ہے وامر ابوموسیٰ بناتہ ان یضحین بایدیھن کہ ابوموسیٰ نے اپنی لڑکیوں کو کہا اپنے ہاتھوں سے ذبح کرلینا اور رسول اللہ صلعم کے بارے میں ہے ضحّٰی عن نسائہ بالبقر۔۱۲

قربانی کے جانور کی عمر

اونٹ۔ گائے۔ بکری۔ دنبہ۔ بھیڑ کی قربانی مسنون ہے۔ حدیث میں ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلعم لَا تَذْبَحُوْا اِلَّا مُسِنَّةً اِلَّا اِنْ يَّعْسُرَ عَلَيْكُمْ فَتَذْبَحُوْا جَذَعَةً مِّنَ الضَّاْنِ (رواہ مسلم) دیکھو مشکوٰۃ فرمایا رسول اللہ صلعم نے نہ ذبح کرو مگر مسنۃ اگر نہ ملے تو پھر دنبہ کا جذعہ یہ بات تو مسلمہ فریقین ہے۔ کہ اونٹ پانچ سال کا چھٹے سال میں قدم رکھکر۔ اور گائے بیل دو سال کا تیسرے سال میں قدم رکھکر مسنۃ ہوتا ہے۔ ہدایہ میں بھی یہی ہے۔ لیکن بکری اور بھیڑ کے بارے میں اختلاف ہے۔ حنفی کہتے ہیں۔ ایک سال کا مسنۃ ہو جاتا ہے۔ اور اہلحدیث کے نزدیک مثنی کہتے ہیں ثنی کو اور قاموس میں ہے الثنی الذی یلقی ثنیتہ ویکون ذلك فی الظلف والحافر فی السنۃ الثالثۃ یہ بکری گائے کے تیسرے برس میں قدم رکھنے سے ہوتا ہے۔ میرے خیال میں جب دانت دیکھے جا سکتے ہیں۔ تو زیادہ جھگڑے کی ضرورت کیا ہے۔ مینے یہ مسئلہ حضرت الامام الحکم العادل سے دریافت کیا۔ آپ نے مجھے فرمایا۔ مولوی (نورالدین) صاحب سے پوچھ لو۔ حضرت امیر نے مجھے فرمایا۔ کہ میری تحقیق میں بکری بھیڑ دو سال کی چاہیئے۔ پھر ایک دوسرے موقعہ پر یہ فرمایا۔ کہ معلوم ہوتا ہے۔ تعامل میں کچھ اختلاف ہے۔ اسلیئے مومن اس اختلاف سے بوقت

حاجت فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ حضرت مولوی محمد احسن فاضل امروہی کا بھی یہی مذہب ہے۔ کہ اس مسئلہ میں شریعت کی طرف سے توسع معلوم ہوتا ہے۔ پس احتیاط دو سال میں ہے۔ اور بوقت ضرورت و تنگدستی ایک سال ہی کا جائز ہو جائیگا جذع حنفی تو چھ ماہ کا دنبہ کہتے ہیں۔ اور اہلحدیث کے نزدیک جیسا کہ مسک الختام میں ہے۔ اور صراح و مجمع البحار میں ہے۔ وہ ہے۔ جو دوسرے سال میں قدم رکھے۔ مگر ضأن کے معنے بھیڑ کے سمجھنے کے بالکل غلط ہیں۔ بھیڑ تو بکری کی ایک قسم ہے۔ اور یہ جذعہ بھی اس صورت میں جائز ہے۔ کہ مسنۃ نہ ملے۔ جیسا کہ شرط الا ان یعسر علیکم سے ظاہر ہے۔

قربانی کے شرکاء اور گائے و اونٹ میں سات آدمیوں کا شریک ہونا جائز ہے وعن جابر ان النبیّ صلے اللہ علیہ وسلّم قال اَلْبَقَرَۃُ عَنْ سَبْعَۃٍ وَّالْجَزُوْرُ عَنْ سَبْعَۃٍ رواہ مسلم یعنے جابر سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ کہ گائے سات کی طرف سے کفایت کرتی ہے علیٰ ہٰذ القیاس۔ اونٹ دیکھو مشکوٰۃ

۲۔ یہ سات آدمی مسلمان ہونے چاہئیں۔ فقہ کی کتابوں میں صاف لکھا ہے۔ کہ اگر ایک بھی کافر ہو۔ تو قربانی ناجائز ہو گی۔ اور انکے حصے برابر برابر ہوں۔ غیر احمدی کی شرکت حضرت اقدس کو بہت ناپسند تھی۔ یعنے ناجائز ہے۔ کیونکہ قربانی تو متقیوں سے اللہ تعالےٰ قبول فرماتا ہے جیسا کہ قابیل و ہابیل کے قصے میں فرمایا۔ انما یتقبل اللہ من المتقین۔ وہ انسان کیونکر متقی کہلا سکتا ہے جو خدا کے فرستادے خدا کے نبی کا مکذب ہو یا اسکو مفتری کہتا ہو یا اپنے طرز عمل اور لاپرواہی سے مفتری جانتا ہو۔ اور ان ہزارہا نشانوں کو لغو سمجھتا ہو۔ یا ان کا انکار کرتا ہو جو خدا نے اسکی تصدیق میں دکھائے۔

جانور کیسا ہو بیمار نہ ہو دبلا نہ ہو بے آنکھ نہ ہو۔ کان چرا ہوا نہ ہو۔ لنگڑا نہ ہو عیب دار نہ ہو۔ اسکی تفصیل احادیث سے معلوم ہوگی۔ جو یہ ہے۔

۱۔ البراء بن عازب سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ سے پوچھا۔ ہم کس قسم کے جانوروں کی قربانی میں اجتناب کریں۔ تو آپ نے ہاتھوں سے اشارہ فرمایا۔ اَرْبَعًا اَلْعُرْجَاءُ الْبَیِّنُ ظَلَعُهَا وَالْعَوْرَاءُ الْبَیِّنُ عَوَرُهَا وَالْمَرِیْضَةُ الْبَیِّنُ مَرَضُهَا وَالْعَجْفَاءُ الَّتِیْ لَا تُنْقِیْ (مشکوٰۃ)

چار۔ ایک لنگڑی جسکا لنگڑاپن ظاہر ہو۔ دوم کانی جس کا کاناپن ظاہر ہو۔ سوم مریضہ جس کا مرض ظاہر ہو۔ چہارم دبلی جس کی ہڈیوں میں گودا نہ ہو

دوسری حدیث حضرت علیؓ سے مروی ہے۔ جو یہ ہے۔ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلعم اَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَیْنَ وَالْاُذُنَ وَاَنْ لَّا نُضَحِّیَ بِمُقَابَلَةٍ وَّلَا مُدَابَرَةٍ وَلَا شَرْقَاءَ وَلَا خَرْقَاءَ (رواہ الترمذی)

ہمیں رسول اللہ صلعم نے حکم دیا۔ کہ ہم آنکھ اور کان کو دیکھ بھال لیا کریں۔ قربانی کا جانور ایسا نہ ہو۔ کہ اس کا اگلی طرف یا پچھلی سے کان کٹا ہو۔ یا اسکا کان چرا ہوا ہو یا پھٹا ہوا ہو۔ گول پھر فقہاء نے اسی پر قیاس کر کے دُم اور سرین کو ملایا ہے۔ اور ایک حدیث میں سینگ کٹی بھی ممنوع ہے۔ پھر اس بات میں بحث ہے۔ کہ یہ کٹنا کسقدر ہو۔ سو حنفیوں کا فتوےٰ نصف سے زیادہ پر ہے۔ یعنی جس میں یہ عیب نصف سے زیادہ ہو۔ وہ منع ہے۔ اہلحدیث کا بھی یہی مذہب ہے۔ کہ تھوڑا عیب جائز اور زیادہ اور واضح عیب ناجائز۔ اور اسی پر ہمارا عملدرآمد ہے۔

آداب قربانی مسلم میں ایک حدیث ہے۔ مَنْ رَاٰی هِلَالَ ذِی الْحِجَّةِ وَاَرَادَ اَنْ یُّضَحِّیَ فَلَا یَاْخُذْ مِنْ شَعْرِهٖ وَلَا مِنْ اَظْفَارِهٖ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ جو حج کا چاند دیکھے۔ اور قربانی کا ارادہ کرے۔ تو اپنے

بال اور ناخن نہ کٹائے۔

۲۔ ابن عمر سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم عیدگاہ میں ذبح فرماتے تھے حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ کَانَ النَّبِیُّ صلے اللہ علیہ وسلم یَذْبَحُ وَیَنْحَرُ بِالْمُصَلّٰی۔ (رواہ البخاری)

۳۔ نماز عید سے بعد ذبح کرے۔ اگر کسی نے پہلے کر دیا ہو۔ تو وہ قربانی نہیں اسلئے پھر کرے۔ بخاری میں براء سے حدیث ہے۔ کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ فرماتے تھے۔ اس روز سب سے اول ہم نماز پڑھتے ہیں۔ پھر نماز سے فارغ ہو کر قربانیاں کرتے ہیں پس جس نے ایسا کیا۔ وہ ہماری سنت پر چلا۔ اور جس نے نماز سے پہلے ذبح کر لیا۔ تو وہ گوشت ہے جو اسنے اپنے اہل وعیال کے لیے مہیا کر لیا۔ قربانی نہیں (اِنَّ اَوَّلَ مَا نَبْدَءُ بِہٖ مِنْ یَوْمِنَا ھٰذَا اَنْ نُصَلِّیْ ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرُ فَمَنْ فَعَلَ ھٰذَا فَقَدْ اَصَابَ سُنَّتَنَا وَمَنْ نَحَرَ فَاِنَّمَا ھُوَ لَحْمٌ یُقَدِّمُہٗ لِاَھْلِہٖ لَیْسَ مِنَ النُّسُکِ فِیْ شَیْءٍ (دوم) عن انس عن النبی صلعم قال من ذبح قَبْلَ الصَّلٰوۃِ فَلْیُعِدْ۔ انس سے روایت ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے۔ فرمایا۔ جس نے نماز سے پہلے ذبح کیا۔ وہ قربانی کیواسطے پھر ذبح کرے۔

ایّام قربانی عید کے دن جسے یوم النحر کہتے ہیں۔ اور یوم الاضحیٰ۔ اور اسکے بعد دو دن تک قربانی کیجا سکتی ہے۔ بعض علماء نے تین دن بعد یعنے تیرہویں تاریخ تک فتویٰ دیا ہے۔ تیرہ تاریخ کے فتوے پر صاحب بحر لکھتا ہے لم یعمل بہ احدٌ من الصحابۃ (کسی صحابی نے اسپر عمل نہیں کیا) بہرحال تعامل میں کچھ فرق ضرور ہے۔ جس سے مومن بوقت ضرورت فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

عن نافع ان ابن عمر قال الاضحیٰ یومان بعد یوم الاضحیٰ

رواہ مالک وقال بلغنی عن علی ابن طالب مشکٰوۃ۔ نافع کہتے ہیں کہ ابن عمرؓ نے (جو بڑے متبع سنت نبوی تھے) فرمایا کہ قربانی عید کے بعد دو دن تک ہے۔ اور علی ابن طالب سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔ ہدایہ میں لکھا ہے۔ حضرت عمر ابن عباس سے بھی ایسا ہی مروی ہے

تقسیم قربانی قربانی نام ہے ہراقۃ دم (خون بہانے) کا نہ کہ گوشت کے صدقہ کرنیکا جیسا کہ اس حدیث سے واضح ہے۔ جو بروایت حضرت عائشہ مشکوٰۃ میں موجود ہے

ما عمل ابن آدم من عمل یوم النحی احب الی اللہ من اہراق اللہ

پس جس نے حسب شرائط مذکرہ بالا جانور ذبح کیا۔ اسکی قربانی ہوگئی۔ اب گوشت خود کھاجائے۔ کسی کو نہ دے۔ اسی طرح کھال سے خود نفع اٹھائے۔ تو قربانی میں کوئی فتور نہیں پڑتا۔ لیکن کریم النفس شرفا کا طریق ہے۔ کہ وہ خود کھاتے ہیں دوسروں کو کھلاتے ہیں۔ خویش و اقارب کو پہنچاتے ہیں۔ اور مسکینوں محتاجوں کو بھی دیتے دلاتے ہیں۔ اسلئے عام طور سے یہ قاعدہ ہے۔ کہ تین حصے کر لیتے ہیں لیکن اسے ضروری سمجھنا اور جو ایسا نہ کرے۔ اسے متہم کرنا غلطی ہے

ابخاری کتاب الاضاحی میں حدیث سلمہ ابن الاکوع سے کہ فرمایا نبی صلعم نے کلوا واطعموا وادخروا۔ کھاؤ کھلاؤ اور ذخیرہ کرو یعنے گوشت سکھا لو۔ اور ایک حدیث میں ہے کلوا وادخروا وتصدقوا۔ کھاؤ ذخیرہ کرو۔ اور صدقہ کرو۔ قرآن مجید میں ہے فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَ اَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ جس وقت قربانی کے پہلو زمین پر لگجائیں۔ تو اس سے خود کھاؤ۔ اور قناعت کرنیوالے اور سائل فقیر کو کھلاؤ۔ (الحج ۵-۱۷) اور ایک مقام پر فرمایا۔ فَكُلُوا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ۔ بھوکے نادار کو کھلاؤ۔

۲۔ ہاں قربانی کا گوشت بیچنا ناجائز ہے حدیث میں ہے۔ فَکُلُوْا مَا شِئْتُمْ وَلَا تَبِیْعُوْا لُحُوْمَ الْھُدٰی وَالْاَضَاحِیْ وَکُلُوْا وَتَصَدَّقُوْا وَاسْتَمْتِعُوْا بِجُلُوْدِھَا وَلَا تَبِیْعُوْھَا (رواہ احمد)

اور کھاؤ جتنا چاہو اور صدقہ کرو۔ اسکی کھال سے فائدہ اٹھاؤ۔ مگر بیچو نہیں۔ یہ بیچنا بقصد تمول ناجائز ہے۔ اگر اسکے بدلے کوئی ایسی چیز لی جائے۔ جو اپنے عین سے بغیر اتلاف نفع دے جیسے ڈول۔ مشک یا اس نیت سے بیچا جاوے کہ اسکی قیمت مسکینوں پر صدقہ کردیں۔ تو جائز ہے۔

۳۔ کھال وغیرہ اتارنے گوشت صاف کرنیکی مزدوری الگ دینی چاہیئے جیسا کہ حضرت علیؓ سے روایت ہے۔ کہ مجھے نبی کریم صلعم نے ارشاد فرمایا۔ کہ میں آپ کی طرف سے قربانیاں کرکے انکا گوشت اور چمڑے مسکینوں پر تقسیم کردوں۔ اور کھال اتروانے کی مزدوری اس میں سے نہ دوں (وَلَا اُعْطِیَ فِیْ جَزَارَتِھَا شَیْئًا) دیکھو بلوغ المرام

امور مسنونہ بتقریب عید اضحیٰ

۱۔ قرآن مجید میں ہے وَیَذْکُرُوْا اسْمَ اللّٰہِ فِیْ اَیَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ۔ اور اللہ کا نام لیں مقررہ دنوں میں

حاکم نے اس روایت کی تخریج کی۔ اور اسے صحیح کہا۔ کہ رسول اللہ صلعم بسم اللہ جہر فرماتے۔ فجر کی نماز میں قنوت پڑھتے۔ اور حج کے دن کی صبح سے لے کر آخری یوم تشریق کی عصر کی نماز تک تکبیر کہتے۔ ہدیۃ المہداۃ جو مشکوٰۃ کی چوتھی فصلوں کا مجموعہ ہے۔ اس میں بروایت جابر مرفوعًا روایت ہے۔ کہ فرضی نماز کا سلام پھیرنے کے بعد درمیانی آواز سے اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر لا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد پڑھنا چاہیئے۔ کل ۲۳ نمازوں میں۔

۲۔ عید والے دن یہ امر مسنون ہیں۔

(۱) غسل (۲) مسواک (۳) آرائش (۴) عمدہ کپڑا (۵) خوشبو (۶) سویرے اٹھنا (۷) عیدگاہ میں جلد جانا (۸) قربانی بعد از نماز عید (۹) نماز باہر پڑھنا (۱۰) جس راہ سے جائیں دوسری راہ سے آویں (۱۱) تکبیر کہتے آنا جانا۔ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر و للہ الحمد

(۲) مستورات بھی عیدگاہ میں جائیں۔

چند احادیث اسکے متعلق لکھتا ہوں۔

۱۔ عن بریدۃ۔ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ لَا یَخْرُجُ یَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰی یَطْعَمَ وَ لَا یَطْعَمُ یَوْمَ الْاَضْحٰی حَتّٰی یُصَلِّیَ صحہ ابن حبان دیکھو بلوغ المرام نبی صلے اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن کچھ کھا کر نکلتے تھے۔ اور اضحیٰ کے دن نماز پڑھکر پھر کھاتے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ اس عید کا نام اضحیٰ نہ کہ عید الضحیٰ جیساکہ اکثر لوگ لکھتے ہیں۔ دوم یہ کہ نماز عید اضحیٰ جلد پڑھنی چاہیئے

۲۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ۔ اَنَّهُمْ اَصَابَهُمْ مَطَرٌ فِیْ یَوْمِ عِیْدٍ فَصَلّٰی بِهِمُ النَّبِیُّ صلے اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ العید فی المسجد۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ روایت کرتے ہیں۔ کہ عید والے دن بارش ہوگئی۔ تو نبی کریم نے مسجد میں نماز پڑھائی۔ اس سے ثابت ہوا۔ کہ عید حتی الوسع باہر عیدگاہ ہی میں پڑھنی چاہیئے۔ جیساکہ ابو سعید خدری روایت کرتے ہیں کان النبی یخرج یوم الفطر والاضحیٰ الی المصلّٰی (مشکوٰۃ)

۳۔ جابر روایت کرتے ہیں۔ کہ کان رسول اللہ صلعم اِذَا کَانَ یَوْمَ الْعِیْدِ خَالَفَ الطَّرِیْقَ (اخرجہ البخاری) دیکھو بلوغ المرام۔ رسول اللہ صلعم عید کے دن جس راستے جاتے۔ اس سے دوسرے راستے آتے۔ اور راہ میں تکبیر پڑھتے جاتے۔ ابن عمر راوی ہیں۔ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلعم۔ کان

یکبر فی الفطر من حین یخرج من بیتہ حتی یاتی المصلی (دارقطنی) رسول اللہ صلعم تکبیر کہتے جاتے گھر سے نکلنے کے وقت سے عیدگاہ میں اور نافع حضرت ابن عمر کا فعل بیان کرتے ہیں۔ کہ یوم الفطر اور یوم الاضحیٰ کو تکبیر اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر وللہ الحمد با آواز بلند پڑھتے جاتے (بیہقی) دیکھو فتح القدیر

۴۔ عن ام عطیۃ قالت امرنا ان نخرج العواتق والحیض فی العیدین یشھدن الخیر ودعوۃ المسلمین ویعتزل الحیض المصلی متفق علیہ حدیث ہے۔ دیکھو بلوغ المرام ہمیں حکم دیا گیا۔ کہ کنواریاں اور بیاہیاں عیدین میں حاضر ہوں۔ وہاں نماز۔ وعظ اور دعا سے حصہ لیں۔ اور حیض والیاں مصلّی سے الگ رہیں۔ مشکوٰۃ میں ہے۔ کہ اسپر ایک عورت نے عرض کیا۔ کہ اگر کسی کے پاس بڑی چادر نہ ہو۔ فرمایا دوسری اسکو اڑھا دے۔ حضرت مرزا اگر بروز مجمع ہیں اور ضرور ہیں۔ تو انکے اصحاب میں یہ سنت ضرور جاری ہونی چاہئیے۔

طریق نماز ۱۔ عید کی نماز کا وقت دن چڑھنے سے زوال تک ہے۔ بلوغ المرام میں حدیث ہے۔ کہ ایک قافلہ نبی اکرم صلعم کے حضور آیا۔ اور انہوں نے گواہی دی۔ کہ ہم نے چاند دیکھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ روزہ افطار کر دیں۔ اور کل عیدگاہ میں نماز پڑھیں۔ چونکہ دوسری روایت میں ہے۔ کہ وہ زوال کے بعد آئے تھے۔ اسلئے معلوم ہوا۔ کہ عید کا وقت اس سے پہلے پہلے تک ہے۔ طحاوی نے روایت کیا۔ فشھد وا عند رسول اللہ صلعم بعد زوال الشمس۔ (نور الہدایہ)

۲۔ عید ضحیٰ کی نماز عید الفطر سے جلد پڑھنی چاہئیے۔ چنانچہ ابوالحویرث روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلعم نے عمرو بن حزم کو لکھا۔ اور وہ بحران میں تھا۔ کہ

عَجِّلِ الاضحیٰ وَاَخِّرِ الفِطرَ وَذَکِّرِ النَّاسَ (رواہ الشافعی مشکوٰۃ) اضحیٰ کی نماز جلد پڑھ اور فطر کی ذرا اس سے تاخیر کے ساتھ۔ اور لوگوں کو وعظ کر

۲۔ سب سے اول نماز پڑھنی چاہیئے۔ کَانَ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخرج یومَ الفِطرِ والاضحیٰ الی المصلّٰی واوّلَ شیئٍ یبدَءُ بِہٖ الصّلوٰۃ ثُمّ ینصرِفُ فیقومُ مقابِلَ النّاسِ وَالنّاسُ علٰی صفوفِھِمْ فَیَعِظُھُمْ وَیَاْمُرُھُمْ (متفق علیہ) نبی صلے اللہ علیہ وسلم عید فطر و عید اضحیٰ کے دن عیدگاہ میں نکلتے۔ تو سب سے پہلے جو بات کرتے وہ نماز تھی۔ پھر لوٹ کر لوگوں کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوتے۔ اور لوگ اپنی صفوں پر بیٹھے رہتے۔ پس آپ ان کو وعظ فرماتے۔ اور انکو حکم فرماتے۔ دیکھو بلوغ المرام

پس عیدگاہ میں جا کر پہلے وعظ شروع کر دینا جیسا کہ بعض حنفیہ کا معمول ہے ناجائز ہے۔ اور نماز کے بعد اکثر لوگ صفوں کی ترتیب میں خلل ڈال کر گھروں کی طرف بھاگنے لگتے ہیں یہ بھی خلاف سنت ہے۔ خطبہ کو ضروری نہیں سمجھتے۔

افسوس کہ عید میں اجتماع کے فلسفیانہ مقاصد سے آگاہ نہیں۔ اور کچھ خطیبوں کا قصور ہے۔ کہ وہ کوئی بوسیدہ عربی خطبہ پڑھتے ہیں۔ جسے حاضرین سمجھتے نہیں اسلئے بیدلی سے رخصت ہو جاتے ہیں۔ ایسے موقعہ پر حالات و ضروریات کے مطابق ایک فصیح بلیغ خطاب قوم کو ہونا چاہیئے۔ اور امام کو چاہیئے۔ کہ عورتوں میں بھی وعظ کرے۔ بخاری اور مسلم دونوں میں یہ حدیث ہے۔ کہ بعد از نماز و خطبہ حضرت نبی کریم عورتوں میں آئے۔ اور انکو وعظ کیا۔ اور نصیحت دی۔ اور صدقہ کی تحریک فرمائی۔ (ثُمَّ اَتَی النِّسَاءَ فَوَعَظَھُنَّ وَذَکَّرَھُنَّ وَاَمَرَھُنَّ بِالصَّدَقَۃِ) یہ عورتوں میں باوجود خطبہ کے پھر خصوصیت سے وعظ کرنے کی یہ وجہ تھی کہ آپ نے گمان کیا۔ کہ عورتیں بوجہ دور ہونے کے سن نہیں سکیں۔ چنانچہ بخاری کتاب العلم

میں ہے۔ کر فَظَنَّ اَنَّهُ لَمْ يُسْمِعْ فَوَعَظَهُنَّ وَاَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ

۴۔ اذان واقامۃ اس نماز میں نہیں ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم صلے العید بلا اذانٍ ولا اقامۃٍ (بلوغ المرام) نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے عید بغیر اذان و اقامت کے پڑھائی۔ اور جابر بن سمرۃ سے روایت ہے۔ کہ صلیتُ مع رسول اللہ صلعم العیدین مرۃً ولا مرتین بغیر اذانٍ ولا اقامۃٍ (رواہ مسلم) ہیں نے رسول اللہ کے ساتھ ایک بار نہیں دو بار نہیں بلکہ کئی بار عیدین پڑھیں بغیر اذان واقامت کے۔ مشکوٰۃ میں ایک اور حدیث ہے۔ عطاء کہتے ہیں۔ مجھے جابر بن عبد اللہ نے خبر دی۔ ان لا اذان للصلوٰۃ یومَ الفطر حینَ یخرجُ الامام ولا بعدَ ما یخرجُ ولا اقامۃَ ولا نداءَ ولا شیئَ لا نداءَ یومئذٍ ولا اقامۃَ (رواہ مسلم) کہ عید کے دن نماز کے لئے نہ کوئی اذان جب امام نکلے۔ اور نہ اسکے نکلنے کے بعد نہ اقامت اور نہ کوئی اور آواز اور نہ کچھ نہ کسی طرح پکارنا پس ثابت ہوا۔ کہ نقارہ بجانا یا کسی کا آواز دینا کہ چلو نماز پڑھیں۔ سنت میں عیدین کے متعلق اسکا کوئی ثبوت نہیں ملتا ایسا ہی عید کی دوسری جماعت جائز نہیں

۵۔ دو رکعت نماز ہے۔ اور اس سے پہلے اور بعد کوئی نماز نہیں۔ عن ابن عباسٍ انّ النبیّ صلے اللہ علیہ وسلم صلیّٰ یومَ العید رکعتینِ لم یصلّ قبلھما ولا بعدھما اخرجہ السبعۃ نبی اللہ صلعم نے دو رکعتیں عید کے دن پڑھیں۔ نہ اس سے پہلے کچھ پڑھا نہ بعد میں دیکھو بلوغ المرام اللہ تکبیر تحریمہ کہکر ہاتھ باندھے۔ ثنا ر پڑھکر پھر سات تکبیریں اور کہے ہر تکبیر ہاتھ کانوں کے برابر لیجا کر کھلے چھوڑ دے۔ اور ساتویں پر باندھے۔ پھر قرأت پڑھے اور دوسری رکعت میں قبل از قرأت سوا اس تکبیر کے جو سجدے سے اٹھتے وقت

کہی جاتی ہے۔ پانچ تکبیریں کہے اور پانچویں تکبیر پر ہاتھ باندھ لے۔ بلوغ المرام میں حدیث ہے اَلتَّکْبِیْرُ فِی الْفِطْرِ سَبْعٌ فِی الْاُوْلٰی وَخَمْسٌ فِی الْاٰخِرَةِ وَالْقِرَاءَةُ بَعْدَھُمَا کِلْتَیْھِمَا (اخرجه ابوداؤد ونقل الترمذی عن البخاری تصحیحه) تکبیریں پہلی رکعت میں سات اور دوسری میں پانچ تکبیریں ہیں۔ اور قرأت ان دونوں کے بعد۔ ترمذی نے اس حدیث کی بخاری سے تصحیح نقل کی ہے۔ دوسرا طریق عید پڑھنے کا یہ ہے۔ پہلی دفعہ اللہ اکبر کہکر ہاتھ باندھ لے۔ پھر سبحانک اللھم پڑھے۔ پھر اللہ اکبر دو بار کہے۔ اور ہاتھ کانوں تک لیجا کر کھلے چھوڑ دے۔ اور تیسری بار اللہ اکبر کہکر ہاتھ باندھ لے۔ یہ کل چار تکبیریں ہوئیں۔ اور دوسری رکعت میں پہلے قرأت پڑھے۔ پھر رکوع جانے سے پہلے تین تکبیریں کہے۔ اور ہاتھ کھلے چھوڑ دے۔ چوتھی دفعہ تکبیر کہکر رکوع میں چلا جائے۔ ہم پہلے طریق کو ترجیح دیتے ہیں۔ اسکی وجہ یہ ہے۔ کہ اکثر اہل علم صحابہ تابعین و ائمہ اور فقہائے سبعہ مدینہ کا یہی عملدرآمد تھا۔ اور حنفیوں والی تکبیریں تابعین سے ثابت ہیں۔ کوئی قولی حدیث مروی نہیں۔ پھر تسبیح و تحمید و تکبیر میں کثرت کو ترجیح ہے۔

(ب) اور قرأت میں جہر کرنا چاہیئے۔ اِنَّ النَّبِیَّ صلے اللہ علیہ وسلم وابابکر وعمر کَبَّرَ فِی الْعِیْدَیْنِ وَالاستسقاء سبعًا وخمسًا وَصَلَّوْا قَبْلَ الْخُطْبَةِ وَجَھَرُوْا بِالْقِرَاءَةِ (مشکوٰۃ) نبی صلعم ابوبکر اور عمر نے عیدین و استسقا میں سات اور پانچ تکبیریں کہیں۔ اور خطبہ سے پہلے نماز پڑھائی۔ اور قراۃ باواز بلند پڑھی۔

(ج) میدان میں سترہ کھڑا کرلیں۔ اور نبی کریم صلعم نے کمان پر سہارا دیکر خطبہ پڑھا

(د) سبح اسم۔ ھل اتاک حدیث الغاشیه۔ ق۔ اقتربت الساعة

یہ سورتیں پڑھنے کا معمول تھا۔ (اخرجہ الستۃ الا البخاری)

وعن النعمان بن بشیر قال کان رسول اللہ صلعم یقرأ فی العیدین وفی الجمعۃ بسبح اسم ربک الاعلیٰ وھل اتاک حدیث الغاشیۃ (رواہ مسلم)

دوم۔ عبید اللہ سے روایت ہے۔ کہ حضرت عمر بن خطاب نے ابو واقد اللیثی سے پوچھا۔ کہ ما کان یقرأ بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الاضحیٰ والفطر فقال کان یقرأ فیھما بق والقرآن المجید واقتربت الساعۃ (رواہ مسلم) رسول اللہ صلعم اضحیٰ اور فطر کو کیا پڑھتے تھے۔ تو انھوں نے کہا ق والقرآن المجید اور اقتربت الساعۃ۔ نماز و خطبہ کے بعد ہمارے سید و مولیٰ مسیح موعود لوگوں کی تحریک سے دعائے خیر فرمادیتے تھے۔ اللہ تعالےٰ اس مضمون کو نافع للنّاس بنائے۔ جسے میں نے بہت محنت سے مختصر مگر جامع لکھا ہے۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

دو نئی تصنیفیں

ادعیۃ الاحادیث حدیث میں جس قدر دعائیں مختلف حالات و اوقات کے متعلق آئی ہیں۔ انکو جمع کر دیا گیا ہے با اعراب مترجم مومنوں کیلئے حرز جان قیمت صرف ۱ر

روحانی طبیب جسمانی بیماری کے علاج کے لیئے جس قدر فکر ہر انسان کو ہوتی ہے۔ اس سے بہت زیادہ روحانی بیماریوں کے دفعیہ کے لئے ہونی چاہیئے۔ اس چھوٹے رسالے میں حرص بخل حرام حسد۔ تکبر ریا۔ زنا۔ جھوٹ۔ ان تمام امراض سے بچنے کے لئے قرآن شریف و احادیث نبی کریم سے علاج بتایا گیا ہے۔ ہمارے احمدی بھائی اس رسالہ کو جو بہت خوشخط اور عمدہ کاغذ پر چھاپا گیا ہے منگوا کر خود پڑھیں اپنے بچوں کو پڑھائیں اور عوام الناس میں پھیلائیں۔ میرا خیال تھا کہ یہ رسالہ دو ہزار چھپوانا چاہیئے۔ کیونکہ احمدی قوم روحانیت کی بہت بھوکی ہے۔ مگر معلوم ہوتا ہے ابھی تک اس رسالہ کا نوٹس ان تک نہیں پہنچا قیمت صرف ۱ر

خُطبہ اِلہامِیہ

جو حضرت اقدس علیہ السلام نے فی البدیہ زبانی عربی زبان میں لوگوں کو سنایا تھا

اے خدا کے بندو! اپنے اس دن میں کہ جو بقرعید کا دن ہے۔ غور کرو اور سوچو کیونکہ ان قربانیوں میں عقلمندوں کے لیئے بھید پوشیدہ رکھے گئے ہیں۔ اور آپ لوگوں کو معلوم ہے۔ کہ اس دن بہت سے جانور ذبح کئے جاتے ہیں۔ اور کئی گلے اونٹوں کے اور کئی گلے گائیوں کے ذبح کرتے ہیں۔ اور کئی ریوڑ بکریوں کے قربانی کرتے ہیں۔ اور یہ سب کچھ خدا تعالےٰ کی رضاجوئی کے لیئے کیا جاتا ہے اور اسی طرح زمانۂ اسلام کے ابتدا سے ان دنوں تک کیا جاتا ہے۔ اور میرا گمان ہے کہ یہ قربانیاں جو ہماری اس روشن شریعت میں ہوتی ہیں۔ احاطہ شمار سے باہر ہیں۔ اور ان کو اُن قربانیوں پر سبقت ہے۔ کہ جو نبیوں کی پہلی امتوں کے لوگ کیا کرتے تھے۔ اور قربانیوں کی کثرت اس حد تک پہنچ گئی ہے۔ کہ ان کے خونوں سے زمین کا منہ چھپ گیا ہے۔ یہانتک کہ اگر ان کے خون جمع کئے جائیں۔ اور ان کے جاری کرنیکا ارادہ کیا جائے۔ تو البتہ ان سے نہریں جاری ہو جائیں۔ اور دریا بہ نکلیں اور زمین کے تمام نشیبوں اور وادیوں میں خون روان ہونے لگے۔ اور یہ کام ہمارے دین میں ان کاموں میں سے شمار کیا گیا ہے۔ کہ جو اللہ تعالےٰ کے قرب کا موجب ہوتے ہیں۔ اور اس سواری کی طرح یہ سمجھے گئے ہیں۔ کہ جو اپنی سیر میں بجلی سے مشابہ ہو۔ جسکو بجلی کی چمک سے مماثلت حاصل ہو۔ اور اسی وجہ سے اُن ذبح ہونیوالے جانوروں کا نام قربانی رکھا گیا۔ کیونکہ حدیثوں میں آیا ہے کہ یہ قربانیاں خدا تعالےٰ کے قرب اور ملاقات کا موجب ہیں۔ اس شخص کے لیئے کہ جو قربانی کو اخلاص اور خدا پرستی و ایمانداری سے ادا کرتا ہے

اور یہ قربانیاں شریعت کی بزرگ ترعبادتوں میں سے ہیں۔ اور اسی لئے قربانی کا نام عربی میں نسیکہ ہے۔ اور نُسک کا لفظ عربی زبان میں فرمانبرداری اور بندگی کے معنوں میں آتا ہے۔ اور ایسا ہی یہ لفظ یعنے نسک ان جانوروں کے ذبح کرنے پر بھی زبان مذکور میں استعمال پاتا ہے جن کا ذبح کرنا مشروع ہے۔ پس یہ اشتراک کہ جو نسک کے معنوں میں پایا جاتا ہے قطعی طور پر اسبات پر دلالت کرتا ہے کہ حقیقی پرستار اور سچا عابد وہی شخص ہے۔ جس نے اپنے نفس کو مع اس کی تمام قوتوں اور مع اسکے ان محبوبوں کے جن کی طرف انکا دل کھینچا گیا ہے۔ اپنے رب کی رضا جوئی کے لئے ذبح کرڈالا ہے۔ اور خواہش نفسانی کو دفع کیا۔ یہاں تک کہ تمام خواہشیں پارہ پارہ ہو کر گر پڑیں۔ اور نابود ہو گئیں۔ اور خود بھی گداز ہو گیا۔ اور اسکے وجود کا کچھ نمود نہ رہا اور چھپ گیا۔ اور فنا کی تند ہوائیں اس پر چلیں۔ اور اسکے وجود کے ذرّات کو اس ہوا کے سخت دھکے اڑا کرلے گئے۔ اور جس شخص نے ان دونوں مفہوموں میں کہ جو باہم نسک کے لفظ میں مشارکت رکھتے ہیں۔ غور کی ہوگی۔ اور اس مقام کو تدبر کی نگاہ سے دیکھا ہوگا۔ اور اپنے دل کی بیداری اور دونوں آنکھوں کے کھولنے سے پیش وپس کو زیر نظر رکھا ہوگا۔ پس اس پر پوشیدہ نہیں رہیگا۔ اور اس امر میں کسی قسم کی نزاع اسکے دامن کو نہیں پکڑیگی کہ یہ دو معنوں کا اشتراک کہ جو نسک کے لفظ میں پایا جاتا ہے۔ اس بھید کی طرف اشارہ ہے۔ کہ وہ عبادت جو آخرت کے خسارہ سے نجات دیتی ہے۔ وہ اس نفس امّارہ کا ذبح کرنا ہے۔ کہ جو بُرے کاموں کے لئے زیادہ سے زیادہ جوش رکھتا ہے۔ اور ایسا حاکم ہے۔ کہ ہر وقت بدی کا حکم دیتا رہتا ہے پس نجات اس میں ہے۔ کہ اس برا حکم دینے والے کو انقطاع الی اللہ کے کاردوں سے ذبح کردیا جائے۔ اور خلقت سے قطع تعلق کرکے خدا تعالےٰ کو اپنا مونس اور

آرام جاں قرار دیا جائے۔ اور اسکے ساتھ انواع اقسام کی تلخیوں کی برداشت بھی کی جائے۔ تا نفس غفلت کی موت سے نجات پاوے۔ اور یہی اسلام کے معنے ہیں۔ اور یہی کامل اطاعت کی حقیقت ہے۔ اور مسلمان وہ ہے جس نے اپنا منہ ذبح ہونیکے لیئے خدا تعالےٰ کے آگے رکھدیا ہو۔ اور اپنے نفس کی اونٹنی کو اسکے لئے قربان کر دیا ہو۔ اور ذبح کے لئے پیشانی کے بل اسکو گرا دیا ہو۔ اور موت سے ایکدم غافل نہ ہو۔ پس حاصل کلام یہ ہے۔ کہ ذبیحہ اور قربانیاں جو اسلام میں مروج ہیں۔ وہ سب اسی مقصود کے لیئے جو بذل نفس ہے۔ بطور یاد دہانی ہیں اور اس مقام کے حاصل کرنے کے لئے ایک ترغیب ہے۔ اور اس حقیقت کے لیئے جو سلوک تام کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ ایک ارہاص ہے۔ پس ہر ایک مرد مومن اور عورت مومنہ پر جو خدائے ودود کی رضا کی طالب ہے۔ واجب ہے کہ اس حقیقت کو سمجھے۔ اور اسکو اپنے مقصود کا عین قرار دے۔ اور اس حقیقت کو اپنے نفس کے اندر داخل کرے۔ یہانتک کہ وہ حقیقت ہر ذرّہ وجود میں داخل ہو جائے اور راحت و آرام اختیار نہ کرے۔ جبتک کہ اس قربانی کو اپنے رب معبود کے لیئے ادا نہ کرے۔ اور جاہلوں اور نادانوں کی طرح صرف نمونہ اور پوست بے مغز پر قناعت نہ کر بیٹھے۔ بلکہ چاہیئے کہ اپنی قربانی کی حقیقت کو بجا لاوے۔ اور اپنی ساری عقل کے ساتھ اور اپنی پرہیزگاری کی روح سے قربانی کی روح کو ادا کرے۔ یہ وہ درجہ ہے۔ جس پر سالکوں کا سلوک انتہا پذیر ہوتا ہے۔ اور عارفوں کا مقصد اپنی غایت کو پہنچتا ہے۔ اور اس پر تمام درجے پرہیزگاروں کے ختم ہو جاتے ہیں اور سب منزلیں راستبازوں اور برگزیدوں کی پوری ہو جاتی ہیں۔ اور یہانتک پہنچکر سیر اولیاء کا اپنے انتہائی نقطہ تک جا پہنچتا ہے۔ اور جب تو اس مقام تک پہنچ گیا۔ تو تو نے اپنی کوشش کو انتہا تک پہنچا دیا۔ اور فنا کے مرتبہ تک

پہنچگیا۔ پس اسوقت تیرے سلوک کا درخت اپنے کامل نشو و نما تک پہنچ جائیگا۔ اور تیری روح کی گردن تقدس اور بزرگی کے مرغزار کے نرم سبزہ تک پہنچ جائیگی۔ اس اونٹنی کی مانند جس کی گردن لمبی ہو۔ اور اسنے اپنی گردن کو ایک سبز درخت تک پہنچا دیا ہو۔ اور اسکے بعد حضرت احدیت کے جذبات ہیں۔ اور خوشبوئیں ہیں۔ اور تجلیات ہیں۔ تا وہ بعض ان رگوں کو کاٹ دے۔ کہ جو بشریت میں سے باقی رہ گئی ہوں۔ اور بعد اسکے زندہ کرتا ہے۔ اور باقی رکھنا اور قریب کرنا اس نفس کا جو خدا کے ساتھ آرام پکڑ چکا ہے۔ جو خدا سے رضی اور خدا اس سے رضی اور فنا شدہ ہے تاکہ یہ بندہ حیات ثانی کے بعد قبول فیض کے لئے مستعد ہوجائے اور اس کے بعد انسان کامل کو حضرت احدیت کی طرف سے خلافت کا پیرایہ پہنایا جاتا ہے اور رنگ دیا جاتا ہے۔ الوہیت کی صفتوں کے ساتھ۔ اور یہ رنگ ظلی طور پر ہوتا ہے۔ تا مقام خلافت متحقق ہوجائے۔ اور پھر اس کے بعد خلقت کی طرف اترتا ہے۔ تا ان کو روحانیت کی طرف کھینچے۔ اور زمین کی تاریکیوں سے باہر لاکر آسمانی نوروں کی طرف لیجائے۔ اور یہ انسان ان سب کا وارث کیا جاتا ہے۔ جو نبیوں اور صدیقوں اور اہل علم اور درایت میں سے اور قرب اور ولایت کے سورجوں میں سے اس سے پہلے گذر چکے ہیں۔ اور دیا جاتا ہے اسکو علم اولین کا اور معارف گذشتہ اہل بصیرت اور حکماء ملت کے۔ تا اسکے لئے مقام وراثت کا متحقق ہوجائے۔ پھر یہ بندہ زمین پر ایک مدت تک۔ جو اسکے رب کے ارادہ میں ہے توقف کرتا ہے۔ تاکہ مخلوق کو نور ہدایت کے ساتھ منور کرے۔ اور جب خلقت کو اپنے رب کے نور کے ساتھ روشن کرچکا۔ یا امر تبلیغ کو بقدر کفایت پورا کردیا۔ پس اسوقت اسکا نام پورا ہوجاتا ہے۔ اور اسکا رب اسکو بلاتا ہے۔ اور اس کی روح اسکے نقطہ نفسی کی طرف اٹھائی جاتی ہے

اور یہی رفع کے معنے ہیں۔ انکے نزدیک جو اہل علم اور معرفت ہیں۔ اور مرفوع وہ ہے۔ جس کو اس محبوب کے ہاتھ سے جام وصال پلایا جاتا ہے۔ جو حسن و جمال کا دریا ہے۔ اور ربوبیت کی چادر کے نیچے داخل کیا جاتا ہے۔ باوجود اس بات کے کہ عبودیت ابدی طور پر رہتی ہے۔ اور یہ وہ آخری مقام ہے جس تک ایک حق کا طالب انسانی پیدائش میں پہنچ سکتا ہے۔ پس اس مقام سے غافل مت ہو اے مخلوق کی گروہ اور نہ اُس بھید سے غافل ہو۔ جو قربانیوں میں پایا جاتا ہے اور قربانیوں کی اس حقیقت کے دیکھنے کے لئے آئینوں کی طرح بنادو۔ اور ان وصیتوں کو مت بھلاؤ۔ اور ان لوگوں کی طرح مت ہو جاؤ جنھوں نے اپنے خدا اور اپنی موت کو بھلا رکھا ہے۔ اور اس پوشیدہ بھید کی طرف خدا تعالےٰ کی کلام میں اشارت کی گئی ہے۔ چنانچہ خدا جو اصدق الصادقین ہے۔ اپنے رسول کو فرماتا ہے کہ ان لوگونکو کہدے کہ میری نماز اور میری عبادت اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت سب اس خدا کے لئے ہے۔ جو پروردگار عالمیان ہے۔ پس دیکھ کہ کیونکر نسک کے لفظ کی حیات اور ممات کے لفظ سے تعبیر کی ہے۔ اور اس تفسیر سے قربانی کی حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ پس اے عقلمندو! اس میں غور کرو۔ اور جس نے اپنی قربانی کی حقیقت کو معلوم کر کے قربانی ادا کی۔ اور صدق دل اور خلوص نیت کے ساتھ ادا کی۔ پس بہ تحقیق اسنے اپنی جان اور اپنے بیٹوں اور اپنے پوتوں کی قربانی کردی۔ اور اسکے لئے اجر بزرگ ہے۔ جیسا کہ ابراہیم کے لئے اس کے رب کے نزدیک اجر تھا۔ اور اسی کی طرف ہمارے پیدبرگزیدہ اور رسول برگزیدہ نے جو پرہیز گاروں کا امام اور انبیاء کا خاتم ہے۔ اشارہ کیا اور فرمایا۔ اور وہ خدا کے بعد سب سچوں سے زیادہ تر سچا ہے۔ بہ تحقیق قربانیاں وہی سواریاں ہیں۔ کہ جو خدا تعالےٰ تک پہنچاتی ہیں۔ اور خطاؤں کو محو کرتی ہیں

اور بلاؤں کو دور کرتی ہیں۔ یہ وہ باتیں ہیں۔ جو ہمیں پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلّم سے پہنچیں۔ جو سب مخلوق سے بہتر ہیں۔ انپر خدا تعالےٰ کا سلام اور برکتیں ہوں۔ اور آنجناب نے ان کلمات میں قربانیوں کی حکمتوں کی طرف فصیح کلموں کے ساتھ جو موتیوں کی مانند ہیں۔ اشارہ فرمایا ہے۔ پس افسوس اور کمال افسوس ہے۔ کہ اکثر لوگ ان پوشیدہ نکتوں کو نہیں سمجھتے۔ اور اس وصیّۃ کی پیروی نہیں کرتے۔ اور انکے نزدیک عید کے معنے بجز اسکے اور کچھ نہیں کہ غسل کریں۔ اور نئے کپڑے پہنیں۔ اور طعام کو سارے منہ کے ساتھ اور دانتونکو کناروں سے چباویں خود اور انکے اہل وعیال اور نوکر اور غلام اور پھر آرائیش کے ساتھ نماز عید کے لئے باہر نکلیں جیسے بڑے رئیس ہوتے ہیں۔ اور تو دیکھیگا کہ اچھے کھانوں میں اسدن انکی سب سے بڑھکر خوشی ہے۔ اور ایسا ہی اچھی اور نفیس پوشاکوں میں انتہائی مرتبہ انکی حاجتوں کا ہے۔ تا قوم کو دکھلائیں اور نہیں جانتے کہ قربانی کیا چیز ہے۔ اور کس غرض کے لیئے بکریاں اور گائیاں ذبح کیجاتی ہیں۔ اور ان کے نزدیک ان کی عید فجر سے لیکر عشا کے وقت تک محض اسلیئے ہے۔ کہ خوب کھایا جائے۔ اور پیا جائے۔ اور عیش خوشگوار کیا جائے اور عمدہ لباس پہنا جائے۔ اور چالاک گھوڑوں پر سواری کی جائے۔ اور گوشت تازہ کھایا جائے۔ اور اس دن انکا کام بجز اسکے تو نہیں دیکھیگا۔ کہ نرم اور ملائم کپڑے پہنیں۔ اور بالونکو کنگھی کریں۔ اور آنکھوں کو سرمہ لگائیں۔ اور پوشاک پر عطر ملیں۔ اور اپنے طرّے اور زلفیں خوب صاف کریں۔ جیسا کہ زینت کرنے والی عورتیں کیا کرتی ہیں۔ اور پھر مرغی کی طرح جو دانہ پر منقار مارتی ہے۔ چند دفعہ نماز کے لیئے حرکت کریں۔ الیسی حرکت جو اسکے ساتھ کچھ بھی حصہ حضور نہ ہو۔ اور وسوسے بکثرت ہوں۔ اور دل میں پراگندگی ہو۔ پھر طرح طرح کی غذاؤں کی طرف جھکجائیں اور طرح طرح کے کھانوں کی طرف

اورچارپایوں کی طرح طرح طرح کی نعمتوں سے پیٹ بھرلیں۔ اور لہو اور لعب کی طرف میل کریں۔ اور باطل کاموں کی طرف متوجہ ہوں۔ اور شہوات کی چراگاہوں میں اپنے نفسوں کو چھوڑ دیں۔ اور گھوڑوں پر اور یکوں پر اور اونٹوں پر اور اونٹنیوں پر اور خچروں پر اور لوگوں کی گردنوں پر سواری کریں۔ کئی قسم کی زینتوں کے ساتھ۔ اور تمام دن بیہودہ باتوں میں ضایع کرتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کو گوشت بھیجنے کا تحفہ اور باہم فخر کرنا گائے کے گوشت اور بکروں کے گوشت کے ساتھ اور خوشیاں رنگارنگ کی شادیاں اور نفس کی کششیں اور سرکشیاں اور ہنسی اور قہقہ مار کر ہنسنا پچھلے دانتوں کے نکالنے سے اور اگلے دو دانتوں کے نکالنے سے اور شوق کرنا بازاری عورتوں کے رقص کی طرف اور انکا بوسہ اور گلے لپٹانا۔ اور بعد اسکے انکا جائے کمر بند۔ پس ہم اسلام کی مصیبتوں پر اناللہ پڑھتے ہیں۔ اور نیز دلوں کی گردش پر۔ دل مر گئے اور گناہ بہت ہوگئے اور بیقراریاں بڑھ گئیں۔ پس اس اندھیری رات کے وقت اور تند ہوا کی تاریکی کے وقت۔ خدا کے رحم نے تقاضا کیا۔ کہ آسمان سے نور نازل ہو۔ سو میں وہ نور ہوں۔ اور وہ مجدد ہوں۔ کہ جو خدا تعالے کے حکم سے آیا ہے۔ اور بندہ مدد یافتہ ہوں۔ اور وہ مہدی ہوں۔ جس کا آنا مقرر ہو چکا ہے۔ اور وہ مسیح ہوں۔ جس کے آنیکا وعدہ تھا۔ میں اپنے رب سے اس مقام پر نازل ہوا ہوں۔ جس کو انسانوں میں سے کوئی نہیں جانتا۔ اور میرا بھید اکثر اہل اللہ سے پوشیدہ اور دور تر ہے قطع نظر اس سے کہ عام لوگوں کو اس سے کچھ اطلاع ہوسکے۔ اور میرا مقام غوطہ لگانے والوں کے ہاتھوں سے بہت دور ہے۔ اور میری اوپر چڑھنے کی بلندی قیاس میں نہیں آسکتی۔ اور یہ قدم میرا خدا تعالے کی راہ میں نیز چلنے والی اونٹنیوں سے تیز تر ہے۔ پس مجھے کسی دوسرے کے ساتھ قیاس

مت کرو۔ اور نہ کسی دوسرے کو میرے ساتھ اور اپنے تئیں شک اور جنگ کے ساتھ ہلاک مت کرو۔ اور میں مغز ہوں جس کے ساتھ چھلکا نہیں اور روح ہوں جس کے ساتھ جسم نہیں۔ اور وہ سورج ہوں جس کو دشمنی اور کینہ کا دھواں چھپا نہیں سکتا۔ اور کوئی ایسا شخص تلاش کرو۔ جو میری مانند ہو۔ اور ہرگز نہیں پاؤ گے۔ اگرچہ چراغ لیکر بھی ڈھونڈتے رہو۔ اور کوئی فخر نہیں۔ مگر اُس خدا کی نعمتوں کا شکر ہے۔ جس نے اس نونہال کو لگایا ہے۔ اور میں نور کے پانی کے ساتھ غسل دیا گیا ہوں۔ اور الٰہی پاکیزگی کے چشمہ میں پاکیزہ کیا گیا ہوں اور صاف کیا گیا ہوں تمام میلوں اور کدورتوں سے اور میرے رب نے میرا نام احمدؐ رکھا ہے۔ پس میری تعریف کرو۔ اور مجھے دشنام مت دو۔ اور اپنے امر کو ناامیدی کے درجہ تک مت پہنچاؤ۔ اور جس نے میری تعریف کی۔ اور کوئی قسم تعریف کی نہ چھوڑی۔ تو اس نے سچ بولا اور جھوٹ کا ارتکاب نہ کیا اور جس نے اس بیان کو جھٹلایا۔ پس اسنے جھوٹ بولا ہے۔ اور اپنے خدا کے غصے کو بھڑکایا ہے۔ پس افسوس اس آدمی پر جس نے شک کیا اور عہد کو توڑا۔ اور دل کو شیطان کے وسوسہ سے آلودہ کیا۔ (انتہیٰ موضع الحاجۃ)

بقایادار توجہ کریں جن احباب نے ماہ اکتوبر کے پرچہ کا وی۔ پی واپس کر دیا ہے۔ وہ مہر کا ٹکٹ بابت حرجانہ وی پی بھیجکر پھر رسالہ منگوالیں اور اطلاع دیں کب وی پی وصولی کرینگے

"شیعیانِ قدیم"

بعض دفعہ متکلمین شیعہ وسنی میں یہ بحث پیدا ہو جاتی ہے۔ کہ شیعہ پہلے ہوئے ہیں یا سنی۔ ہر ایک فریق اپنی قدامت کو ثابت کرتا ہے۔ لیکن ارباب بصیرت سے مخفی نہیں ہے۔ کہ زمانہ نبوی میں شیعہ اور موجودہ عقائد شیعہ کا نام ونشان تک نہ تھا۔ جس اسلام کے جناب صدیقؓ پابند تھے۔ اُسی کے جناب علیؓ بھی تھے۔ اسکی تصدیق خود جناب علیؓ کے ایک خطبہ سے بخوبی ہو سکتی ہے۔ جو آنجناب نے حضرت عثمان کو ان کی شہادت سے پہلے ارشاد فرمایا۔ اور جو کہ نہج البلاغۃ میں درج ہے

تاہم علمائے شیعہ نے اپنی قدامت کے ثابت کرنے میں بجد کوشش کی ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا زمانہ تو بجائے خود انھوں نے تو قدامت ثابت کرنے میں آریوں کو بھی مات کر دیا ہے۔ ملا باقر مجلسی فرماتے ہیں۔

"دیگر از کمالات آنحضرتؐ است کہ استاد جبرئیل است و اکثر ملائکہ عظام بفرمان او بودہ اند" تذکرۃ الائمہ مطبوعہ طہران صفحہ ۸۲

پہلے جب عوام شیعہ سے میں سنتا تھا۔ کہ جناب علی علیہ السلام جبریل کے بھی استاد ہیں تو یقین نہیں ہوتا تھا۔ مگر جب باقر مجلسی جیسے فاضل کی کتاب سے بھی اس کی تصدیق نکلی۔ تو پھر شک وشبہ کی گنجائش نہیں رہی۔ خصوصاً اسلیئے کہ ملائے موصوف نے اپنی طرف سے ہی اس امر کا اظہار نہیں فرمایا بلکہ ایک بہت بڑے محقق کی کتاب سے بھی ثابت کر دکھایا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ سلطان الحکماء خواجہ نصیر الدین محمد طوسی نے کتاب شان الکرام میں لکھا ہے۔ کہ ایکدن جبرئیل حضرت علیؑ کو دیکھ کر تعظیماً اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس پر حضرت رسالت پناہؐ نے فرمایا

اے جبرئیل تم اس جوان (علی) کی تعظیم کرتے ہو۔ اس نے عرض کیا۔ کیسے نہ کروں کہ انکو مجھ پر تعلیم کا حق ہے۔ آنحضرت نے پوچھا۔ کہ تمہیں تعلیم کس طرح دی کہا جسوقت خداوند تعالےٰ نے مجھکو پیدا کیا تھا۔ مجھ سے پوچھا تھا۔ کہ تو کون ہے اور میں کون ہوں۔ اور تیرا نام کیا ہے؟ اور میرا نام کیا ہے؟ جواب دینے سے میں حیرت زدہ اور خاموش تھا۔ اسی طرح ایک مدت تک مقام تحیر میں رہا۔ کہ عالم نور میں یہ جوان آحاضر ہوا۔ اور مجھکو تعلیم فرمائی اور کہا کہ اس طرح کہو۔ کہ تو پروردگار جلیل ہے۔ اور تیرا نام جمیل ہے پس بندۂ ذی علم اور نام میرا جبرئیل ہے۔ اسی لئے اسکو جو مینے دیکھا۔ تو تعظیم کی ہے۔ اسکے بعد آنحضرتؐ نے پوچھا۔ کہ تیری عمر کس قدر ہے (جبرئیل نے) عرض کی یا رسول اللہ ایک ستارہ ہے۔ جو ہر اسی ہزار سال کے بعد ایک دفعہ طلوع ہوتا ہے۔ اور میں نے اسکو تیس ہزار دفعہ دیکھا ہے۔ تذکرۃ الائمہ صفحہ ۸۲

دوسرے ملائکہ کے شیعہ علی ہونیکا پتہ ایک اور حدیث سے لگ سکتا ہے۔ جو باقر مجلسی نے حیوۃ القلوب میں بیان کی ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ملائکہ صرف شیعہ ہی نہیں۔ بلکہ غالی شیعہ ہیں۔ کیونکہ لکھا ہے۔ کہ حضرت علیؑ کے دیکھنے کا انکو اسقدر شوق غالب ہوا۔ کہ خدا تعالےٰ نے سدرۃ المنتہیٰ کے پاس علی کی ایک اور صورت پیدا کر دی۔ اب ملائکہ جب کبھی سدرۃ المنتہیٰ کے پاس سے گزرتے ہیں۔ تو اسکی تعظیم و تکریم کرتے ہوئے گزرتے ہیں۔ اصل فارسی عبارت یہ ہے۔ "و اللہ کہ در آسمان دیدم صورت علی را نزد سدرۃ المنتہیٰ کہ حق تعالےٰ برائے مزید شوق رویت ملائکہ جمال آنحضرت را در آسمان خلق کردہ و دیدم کہ ملائکہ نزد آں صورت تذلل و تواضع میکردند" حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۸۷ مطبوعہ لکھنؤ

پھر صرف جبرئیل اور ملائکہ آسمان وعرش معلّٰی پر ہی اکتفا نہیں کی گئی بلکہ ابلیس یا شیطان کے پڑپوتے کو بھی حلقہ بگوش تشیع ظاہر کیا گیا ہے۔ چنانچہ جہاں سے جبرئیل والی روایت اوپر ہدیہ ناظرین کی گئی ہے۔ اسکے متصل بعد ہی دوسری روایت میں اسکا ذکر ہے۔ وہو ہٰذا

"اور جناب علی کے عجیب وغریب حالات کے اندر مروی ہے۔ کہ آنحضرت ؐ نے فرمایا۔ کہ ایکدن ہم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ ایک مرد بلند قد مانند درخت کھجور کے مسجد کے اندر آداخل ہوا۔ ہم نے کہا یہ شخص آدم کی اولاد سے تو نہ ہوگا۔ اصحاب نے عرض کی۔ یارسول اللہ آدم کی اولاد کے سوائے بھی کوئی (انسان) ہوتا ہے فرمایا۔ ہاں اور انہی میں سے ایک یہ ہے۔ پس وہ شخص نزدیک آیا سلام کہا۔ اور جواب پایا۔ پھر رسولِ خدا نے فرمایا۔ تو کون ہے۔ اس نے عرض کی یارسول اللہ ہام بن نوح بن ہیم بن لاقیس بن ابلیس ہوں فرمایا۔ تیرے اور ابلیس کے درمیان دو واسطے ہیں۔ نہ اسنے عرض کی جی ہاں جس زمانہ میں ہابیل بن آدم نے اپنے بھائی قابیل کو قتل کیا تھا۔ میں طفل تھا اور کافروں کے گروہ میں داخل تھا۔ یہانتک کہ حضرت نوح کے ہاتھ پر مسلمان ہوا۔ اسکے بعد حضرت ہودؑ کی خدمت میں پہنچا۔ اور ان کے ساتھ نماز پڑھی۔ اور ان سے آسمانی صحیفے پڑھے۔ بعد اسکے ادریس نبی کا زمانہ بھی دیکھا۔ اور پھر آپ کے باپ ابراہیم کے پاس گیا۔ انھوں نے مجھکو صحیفے پڑھا۔ (نمرود کی) آگ میں میں بھی ان کے ہمراہ تھا۔ اسکے بعد حضرت اسمٰعیل و اسحٰق ویعقوب کے پاس گیا۔ اور قید خانہ میں حضرت یوسف کا مونس تھا۔ پیچھے اسکے آپؐ کے بھائی موسیٰ کے پاس حاضر ہوا۔ اور توریت کو پڑھا۔ اور یوشع نبی اور داؤد نبی کی خدمت میں رہا۔ اور جالوت کے جنگ میں ان کا مددگار تھا۔ پھر سلیمان اور آصف

بن برخیا کی صحبتوں میں مشغول رہا۔ پھر آپ کے بھائی عیسیٰ کی خدمت کرتا رہا۔ اور سب پیغمبر خصوصاً عیسیٰ علیہ السلام آپ کو سلام کہتے تھے۔ آنحضرت صؐ نے فرمایا۔ سب نبیوں اور رسولوں اور میرے بھائی عیسیٰ پر خدا کی رحمت اور برکت ہو۔ جب تک کہ زمین و آسمان رہیں۔ اور تم پر بھی ہو۔ کہ اس وصیت اور امانت کو محفوظ رکھا۔ اگر کوئی حاجت ہے۔ تو بیان کر۔ ہام نے عرض کی میری حاجت تو یہی ہے کہ اپنی امت کو حکم دے۔ کہ آپ کے وصی (جناب علی) کی طاعت اور فرمانبرداری کریں۔ اور ان کی مخالفت کرنے سے منع فرمائیں۔ کیونکہ میں اوصیا کی نافرمانی پر گذشتہ امتوں کی ہلاکت کو دیکھ چکا ہوں۔ اس پر آنحضرت صؐ نے فرمایا۔ اے ہام کیا تو میرے وصی کو پہچانتا ہے۔ ہام نے عرض کی یا رسول اللہ جیسے کہ میں نے آسمانی کتابوں میں پڑھا ہے۔ اور انبیاء کی زبانی سنا ہے۔ اگر میں اسکو دیکھ پاؤں تو (ضرور) پہچان لونگا۔ آپؐ نے فرمایا۔ حاضران مجلس کو ملاحظہ کر کہ ان میں ہے یا کہ نہ۔ اس نے کہا یا رسول اللہ اس مجلس میں تو (وہ) نہیں ہیں۔ حضرت رسول نے حکم دیا۔ اے سلمان علی کو بلا لاؤ۔ پھر اس ہام سے دریافت فرمایا۔ بتلاؤ تو آدم کا وصی (خلیفہ) کون تھا۔ اسنے کہا کہ شیث تھا۔ اور شیث کا وصی انوش اور انوش کا قینان اور اسکا مہلائیل اور اس کا عد۔ اور اسکا نبی مرسل ادریس۔ اور اسکا متوشلخ اور اسکا لمک۔ بعد اسکے سب نبیوں اور رسولوں میں سے لمبی عمر والے اور شکر اور اجر (شکر) میں سب سے زیادہ آپ کے باپ نوح تھے انکا وصی سام اور ان کا ارفخشد و افارا و عابر و شارخ و ادقایع اور اسکے بیٹے شروع اور ارعو اور بناخو اور تارخ علی الترتیب وصی تھے۔ ان کی پیٹھ سے ابراہیم خلیل الرحمٰن ظاہر ہوئے۔ اور انکے بعد حضرت اسماعیل اور قیدار و نبت و اسحٰق و یعقوب و یوسف و یوشع و داؤد و سلیمان و آصف باری باری

نبی اور وصی ہوائے حضرت عیسیٰ تک۔ اور ایک ایک کے متعلق آنحضرتؐ دریافت فرماتے تھے۔ کہ اس (نبی) کا وصی کون تھا۔ وہ کہتا جاتا تھا۔ کہ فلاں تھا۔ حتیٰ کہ یہاں تک پہنچ گیا۔ پھر (آنحضرتؐ) نے فرمایا۔ میرے وصی کا نام بھی تونے کسی آسمانی کتاب میں پڑھا ہے۔ اس نے کہا جی ہاں قسم ہے اُس خدا کی جس نے آپکو ساتھ حق کے پیدا کیا ہے۔ کہ آپ کا نام توریت میں مید مید اور آپ کے وصی کا نام ایلیا ہے۔ اور انجیل میں آپ کا نام حمیا طا اور آپ کے وصی کا نام فارقلیط ہے۔ اور مید مید کے معنی طیب ہے۔ اور حمیا طا کے معنے مصطفےٰ اور ایلیا کے معنے صدیق اکبر اور فارقلیط کے معنے حبیب پروردگار اور زبور میں آپ کا نام ماح ماح ہے۔ یعنے کفر و شرک کا محو کرنیوالا اور آپ کے وصی کا نام بیدر ہے۔ یعنے فاروق اعظم (اسکے بعد) آنحضرتؐ نے فرمایا۔ کہ میرے وصی کو تم کس طرح شناخت کروگے۔ اس نے عرض کی کہ وہ میانہ قد گول چہرے والے کشادہ سینہ بڑی آنکھوں والے اور موٹی ران اور باریک پنڈلی اور بڑے پیٹ برابر کے شانوں والے ہیں۔ جب حضرت علیؑ کا حلیہ یہانتک سنایا۔ تو وہ بھی برابر سے آن موجود ہوئے وہ (ابلیس زادہ) بول اٹھا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوجائیں ھذا ھو یہی ہیں وہ یا رسول اللہ یہی آپ کے وصی ہیں۔ اپنی امت کو وصیت فرما جائیے۔ کہ اسکی مخالفت ہرگز نہ کریں۔ ورنہ ہلاک ہوجائینگے جیسے گذشتہ امتیں ایسا کرنے پر ہلاک ہوگئیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ کہ یہ دوسری دفعہ بھی اپنی امت کو وصیت کردی ہے۔ اور جو کچھ کہنا چاہیئے کہہ چکا ہوں۔ اگر کوئی اور حاجت ہو تو بیان کر عرض کیا یا رسول اللہ میری آرزو ہے کہ قرآن سے مجھے کچھ تعلیم دیجائے اور اپنے دین اور شریعت اور ضروری مسائل مجھے یاد کرادیں۔ تاکہ آپ کے طریق نماز و عبادت سے بہرہ مند ہوں۔ پھر اٹھکر حضرت ولی اللہ (علیؑ) کی تعلیم و

تکریم بجالایا۔ پھر حضرت صلعم نے علی المرتضیٰ کو فرمایا۔ کہ جو کچھ لازم ہے اس کو سکھا دیں۔ انھوں نے سورہ فاتحہ و توحید و معوذتین و آیۃ الکرسی اور سورہ آل عمران اور اعراف اور انعام کی آیات اور بعض چھوٹی چھوٹی سورتیں اس کو یاد کرادیں۔ پھر اس نے آنحضرتؐ سے رخصت پاکر جناب علی سے کہا۔ کہ مینے کتابوں میں پڑھا تھا۔ کہ آپ اصلع ہیں (جس کے سر کے بال گرگئے ہوں) جناب علیؑ نے اپنا سر (مبارک) اسکو دکھلا کر فرمایا کہ ہاں پھر جناب علی سے بھی رخصت لیکر چلا گیا (البتہ) لیلۃ الحریر میں حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور صبح تک جہاد کرتا رہا۔ اور پھر غائب ہوگیا۔ اصبغ بن نباتہ کہتا ہے۔ کہ ایک مدت کے بعد مینے اسکا حال دریافت کیا۔ تو جناب علی نے فرمایا "ہام کشتہ شد" کہ ہام تو مارا گیا۔ اور اسکے حق میں دعا فرمائی" تذکرۃ الائمہ صفحہ ۸۴

پھر اور تو اور لکھا ہے کہ حضرت عزرائیل بھی حضرت علی کے تابع فرمان ہیں۔ اور انہی کے حکم سے روح قبض کرتے ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے۔ و دیگر عزرائیل بفرمان او روح قبض میکند" تذکرۃ الائمہ صفحہ ۸۵

ایسی ایسی عجیب وغریب روایات سے بھی مسئلہ قدامت شیعہ ثابت ہو یا نہ ہو لیکن بالغ نظر ناظرین پر کم از کم اسقدر تو واضح ہو جائیگا۔ کہ شیعوں کو روایت سازی میں کیسی مشق رہی ہے۔ کتب شیعہ اس قسم کی روایات سے بھری پڑی ہیں کاش عقلمند شیعہ انکو مطالعہ کرکے اس امر کا فیصلہ کریں۔ کہ انکے عقائد بعض دفعہ تعلیم اسلام سے کسقدر دور اور عبداللہ ابن سبا کی تعلیم سے کسقدر نزدیک ہو جاتے ہیں۔ جن صاحبوں نے عبداللہ ابن سبا کے حالات تشحیذ کے کسی گذشتہ نمبر میں پڑھے ہوئے ہیں۔ اس مضمون کے مطالعہ سے انکو خاص دلچسپی پیدا ہوگی والسلام۔

خاکسار خادم حسین خادم بھیروی

مختصر نوٹ

توفّی کے کیا معنی

ڈیرہ دون منصوری کا ایک غیر احمدی جسے اسکے دعوی کے اعتبار سے بیسویں صدی کا امام لغت کہنا چاہیئے۔ لکھتا ہے کہ کون کہتا ہے توفّی بمعنی موت ہے۔ دیکھو توفّیٰ کل نفس ۔ بما کسبت جناب فضیلت مآب کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ یہ باب تفعیل سے ہے۔ اور جس توفی کے بارے میں ہم گفتگو کر رہے ہیں۔ وہ باب تفعل سے ہیں۔ تمام معتبر لغت میں اس کے معنی قبض روح موت کے لکھے ہیں۔ دیکھو منتہی الارب جزو نمبر ۴ صفحہ ۳۷۵ توفاہ اللہ میرانیدن۔ تاج العروس جزو نمبر ۱۰ صفحہ ۳۹۴۔ لسان العرب جزو نمبر ۲ صفحہ ۲۸۰ یتوفّٰکم باللّیل میں لیل قرینہ صارفہ ہے۔ اسلئے وہاں نیند کے معنے لیئے گئے ہیں بجز قرینہ صارفہ کوئی معنی سوائے موت کے نہیں ہوتے یتوفّٰھن الموت صاف ہے۔ کہ وہاں موت مار دیگی۔ یہ قاعدہ یاد رکھو کہ اللہ مسند الیہ ہو اور انسان مسند تو ضرور معنے موت کے ہونگے۔ اگر نہیں مانتے۔ تو کوئی مثال سوائے آیت متنازعہ پیش کرو۔ اور انعام پاؤ

الہلال اور کتا

بظاہر یہ عنوان بے جوڑ معلوم ہوتا ہے۔ مگر بات یہ ہے۔ کہ الہلال کی دو اشاعتوں میں کتے کے متعلق بہت توصیفی کلمات چھپے ہیں۔ ایک یکم ستمبر کے الہلال میں جہاں ایک کتے کو کسی خواجہ سگ پرست نے مخاطب کیا ہے۔ اور ایسے الفاظ میں کیا۔ کہ گویا وہی بہترین مخلوقات ہے اور ایک ۹۔ اکتوبر کے الہلال میں جہاں مولنا ابو الکلام آزاد بالقابہ باوجود اشرف المخلوقات ہونیکے اپنے تئیں اس سے کم ٹھہراتے ہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ بعض صوفیائے نے اپنے نفس کو کتے سے تشبیہ دی ہے۔ مگر خدا اور اسکے

رسول کے کلام ہدایت التیام میں مینے کتے کا ذکر مقام مدح میں کہیں نہیں پڑھا۔ چنانچہ ملاحظہ ہو قرآن مجید پارہ ۹ سورہ الاعراف رکوع ۱۲ وَلٰکِنَّهٗ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا (لیکن وہ زمین کی طرف جھکا۔ اور اپنی گری ہوئی خواہشوں کے پیچھے چلا۔ اس کی مثال کتے کی ہے۔ کہ اگر تو اسے شکار کے لیئے اکسائے یا اسکے مارنیکے لیئے پتھر اٹھائے تو بھی ہانپے۔ اور اگر اسے چھوڑ دے تو بھی ہانپے۔ یہ ہماری آیات کی تکذیب کرنیوالوں کا حال ہے۔ یہاں اس شخص کو جو باوجود دیکھنے آیات ربانی کے اتباع شیطانی کرے کتے سے مثال دی ہے۔ اور حدیث میں آیا ہے۔ کہ (۱) وعن ابن عمر ان النبیؐ امر بقتل الکلاب الا کلب صید او کلب غنم او ماشیة (متفق علیہ) اور کالے کتے کو شیطان فرمایا (مسلم)، (۲) عن ابی طلحة قال قال النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم لَا تَدْخُلُ الْمَلٰٓئِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَلَا تَصَاوِيْرُ (متفق علیہ) فرمایا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ ملائکہ اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جن میں کتا یا تصاویر ہوں۔ اور دوسری حدیث میں ہے۔ کہ جب جبریل حسب وعدہ نبی کریم صلعم کے پاس نہ آئے۔ تو پوچھنے پر بتایا۔ کہ ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا ہو۔ تو رسول اللہ صلعم نے کتوں کے مارنیکا حکم دیا فامر بقتل الکلاب حتیٰ انه یقتل کلب الحائط الصغیر و یترک کلب الحائط الکبیر رواہ مسلم

میرا مطلب اس حدیث کے بیان سے یہ ہے۔ کہ کتے میں ایسی خباثت و نجاست ہے۔ کہ عالم ملکوت کو اس سے نفرت ہے۔ اور کوئی روحانی آدمی

اس سے ادنی تعلق بھی نہیں رکھتا۔ پھر اسکی نجاست کا ثبوت اس سے بڑھکر کیا ہوگا۔ کہ برخلاف دوسرے جانوروں کے اگر وہ کسی برتن میں منہ ڈالدے تو سات بار دھونیکا حکم ہے

باوجود ان شواہد کے پھر بھی الہلال جو کتاب و سنت کو ہر بات میں مقدم کرنیکا مدعی ہے۔ کتے کی شان میں مدحیہ قصائد لکھے۔ اور اسے شرف مجسم شرمندہ کن انسانیت کہے تو افسوس کی بات ہے۔ کہا جائیگا۔ کہ اس میں وفاداری کا مادہ ہے یہ ہے وہ ہے۔ مگر سوال تو یہ ہے۔ کہ خدا اور اسکے رسول کے کلام میں کیوں اس کی مثال بری دیجاتی ہے۔ اور کیا وجہ ہے کہ آجکل جنٹلمینوں کی مقلدانہ وخود سرانہ رو میں الہلال بھی بہ جائے

ہمارا معبود برحق ہندوستان میں دو امریکن لڑکیوں کا ذکر ہے۔ کہ انھوں نے کہا ہم اس خدا کو کیا مانیں جو نہ نظر آئے اور نہ بولے۔ ایک آریہ خیالات کا شخص اسے نادانی کے کلمات ٹھہراتا ہے۔ مگر میرے نزدیک یہ ان کی فطرت کا تقاضا ہے اور بجا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں بچھڑا پوجنے والوں کے رد میں یہ دلیل دیگئی ہے کہ اَلَمْ يَرَوْا اَنَّهٗ لَا يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَهْدِيْهِمْ سَبِيْلًا۔ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ان سے کلام نہیں کرتا۔ اور نہ انہیں راہ بتاتا ہے۔ میں تمام امریکہ کو مژدہ سناتا ہوں۔ کہ اسلام کا خدا ایسا ہی خدا ہے۔ جو ہر زمانہ میں اپنے پاک بندوں سے کلام کرتا ہے۔ چنانچہ اس زمانہ میں بھی وہ اپنے برگزیدہ سے بولا۔ اور اپنے متحدیانہ مقتدرانہ پیشگوئیوں سے لبریز کلام سے ثابت کیا۔ کہ میرا ہی کلام ہے مبارک وے جو اسے قبول کریں۔

اطلاع ضروری۔ جن صاحبوں کے ذمے سنہ ۱۲ء کا چندہ سالانہ ہے۔ وہ دسمبر کے جلسہ پر لیتے آویں ایسا ہی سنہ ۱۳ء کا چندہ پیشگی احباب ادا فرماویں۔ مینجر

بدنصیبی

(۱) اگر میں باوجود تعلیم یافتہ اور اچھا خاصا مستعد ہونیکے بھی اپنا سارا وقت ناولوں اور قصوں وغیرہ ہی پر خرچ کردوں۔ اور کچھ تھوڑا سا وقت بھی کلام الٰہی کے لئے نہ نکال سکوں۔ تو بدنصیبیؔ (۲) جب مجھے پورا پورا یقین ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ میری بات سنتا اور وہ ہر چیز پر قادر بھی ہے اور عرض معروض کرنیکی اجازت ہی نہیں دے رکھی۔ بلکہ سوال نہ کرنیوالوں سے سخت ناراض بھی ہوتا ہے پھر بھی میں اسکے آگے اپنا دکھڑا نہ روؤں۔ تو بدنصیبیؔ (۳) اگر نماز اور کلام اللہ پڑھتے وقت میرا دل نہ لگے۔ تو دروازہ کھٹکھٹانے اور پوری مستعدی سے رو رو کر بارگاہ الٰہی میں اس عقدے کے حل ہونیکی خاطر دعائیں مانگنے میں سستی کروں۔ تو بدنصیبیؔ (۴) جس مولےٰ کریم کے ساتھ سب سے زیادہ تعلق اور واسطہ ہے۔ اسی شہنشاہ اعظم سے زیادہ تر غفلت اور بے پرواہی کرنا بدنصیبیؔ (۵) ریا اور اخلاص کی تعریف اور اصل حقیقت سمجھتے اور جانتے ہوئے بھی ریا اور دکھلاوے میں پھنسے رہنا بدنصیبیؔ (۶) صحیح سلامت اور تندرست ہونیکی حالت میں ساری رات خواب راحت میں بستر پہ پڑا رہوں۔ اب وقت سحر پو پھٹنے سے پہلے پہلے جب اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے فرماوے کہ کوئی ہے جو کچھ مانگے۔ میں اسے عطا کروں پھر بھی سستی اور کسل سے ہی لیٹا رہوں۔ کم از کم دو رکعت ہی نماز نہ پڑھ لوں تو بدنصیبیؔ (۷) انبیاء علیہم السلام کی اطاعت یا یوں کہو۔ کہ اللہ تعالےٰ کے بنائے اور بتائے ہوئے نمونہ اور کتر بیونت کو چھوڑ کر اپنے پاس سے تراش خراش اور وضع قطع گھڑ لوں تو بدنصیبیؔ (۸) سارے انبیاء اور انکے خلفاء کو بسر و چشم قبول اور منظور کر کے انکی تصدیق کرتا رہوں۔ مگر آخر کو باوجود سارے

شرائط پورا ہونیکے بھی ہمیشہ ہمیشہ حضرت خاتم الخلفاء مسیح موعود مہدیٔ معہود کی تکذیب ہی کرنے پر تلا رہوں۔ تو ڈبل بدنصیبی۔ (گلاب الدین رہتاسی)

٥

ریویو

آئینہ حق نما نور کیساتھ ظلمت۔ خلافت کے ساتھ شیطان یہ بدو عالم سے چلا آتا ہے۔ نور ہمیشہ ظلمت پر غالب ہوا۔ ابلیس کی خلیفہ کے مقابل میں کبھی پیش نہیں گئی۔ ہمیشہ ہر زمانے میں یہ ظلمانی وجود منہ کی کھاتا رہا ہے۔ سخت جانی کہئے یا ڈھٹائی کہ پھر بھی اپنی بات سے باز نہیں آیا۔ اپنا گھر جہنم بنایا۔ لعنت کا تمغہ پایا۔ لیکن اپنے رنگ کی مخلوق کو گمراہ بنایا۔ یہ کوبرہ۔ حضرت موسیٰ کیوقت میں بھی اپنی بانبی سے سر نکال بیٹھا۔ مگر ایک ہی عصا کی چوٹ کھا کر پھر وہیں گھس گیا۔ پھر مسیح کیوقت میں اپنی شیطنت دکھائی۔ اور وہ اودھم مچائی۔ کہ خدایا تیری پناہ۔ مگر ابن آدم نے اسے کاری زخم لگایا۔ چھ سو برس کے عرصہ میں یہ پھر کسی قدر اچھا ہو گیا۔ لیکن اب کے جس پاک و مطہر وجود کا مقابلہ تھا۔ اسکا نام فداہ قدرت محمد تھا صلے اللہ علیہ وسلم اس آفتاب رسالت کے سامنے اس ظلمت اس تاریکی کا نام و نشان بھی رہنا دشوار تھا گو اپنی طرف سے اسنے بہت زور لگایا۔ کبھی ابوجہل بن کے آیا۔ کبھی عقبہ بن ولید کی شکل میں جلوہ گر ہوا۔ الغرض کبھی کسی صورت میں کبھی کسی ہیئت میں ادھر مشرکونکو اکسایا ادھر یہودیونکو انگلی دکھائی ادھر منافقونکو متزلزل کیا۔ آخر بیدم ہوا اور ہار کر گر پڑا۔ اور گرا بھی ہلاکت کے گڑھے میں مقرع محمدی نے اسکی کھوپری توڑ دی۔ اور پھر قیامت تک سر اٹھانے کے قابل نہ رہا لیکن اسکی ذریت تو تمام اکناف عالم میں پھیلی ہوئی ہے۔ انکے لئے مجددین کا سلسلہ جاری ہوا۔ اور یہ مبارک وجود اپنے اپنے زمانہ کے حسب حال تجدید و اصلاح میں ساعی رہے۔ اور حق کے دشمنوں کی سرکوبی کرتے رہے۔ یہانتک کہ آخر اس عظیم الشان مجدد کا زمانہ آیا جسنے فتنۂ دجالی کا مقابلہ کرنا تھا۔ اور جس میں عظمت روح کو اپنے کام کے اعتبار سے

مسیح و مہدی اور نبی بمنزلۃ ولدی انت منی و انا منک کا خطاب جناب باری سے عطا ہوا۔ سنت اللہ کے مطابق اسکی مخالفت بھی ہوئی۔ اور بڑے زور سے ہوئی۔ اس مخالفت کا شرف حاصل کرنیوالوں میں سے ایک ہمارے دیرینہ عنایت فرما ابن خضر جو مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اہلحدیث بھی ہیں۔ آپ نے ایک رسالہ الہامات مرزا لکھا۔ اور اپنا اگلا پچھلا زور لگا کر لکھا۔ یوں کہنا چاہیئے۔ کہ باطل اپنی تمام فوجوں کے ساتھ نئے اسلاح سے مسلح ہو کر حملہ آور ہوا مقابلہ پر ہمارا بھی ایک جرنیل قاسم نام الحق کی نندہ بکتر پہن خم ٹھونک سامنے آیا۔ اور اپنی قلعہ شکن توپوں کے ساتھ گولہ باری کی وہ گولہ باری کی۔ کہ بطالت کا ایک حد تک صفایا کر دیا۔ اور اپنی شمشیر عدو کش کے وہ جوہر دکھائے۔ کہ کذب و افترا کے کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ باقی چند ایک کھنڈرات ہیں اور سسکتی ہوئی لاشیں جن سے کبھی کبھی کوئی ماتمی آواز نکل آتی ہے۔ ہمارا دوسرا پہلوان یعقوب جسے کشتی ٹرنا روحانی وراثت میں پہنچا۔ اپنے بھائی کی کمک پر آیا۔ اور اپنے ہاتھ میں تبرکاً وہ حربہ لایا جو میرے امام میرے مقتدا میرے سید میرے مولی کے ہاتھ میں تھا۔ پھر فتح و کامیابی نصرت و غلبہ کیوں استقبال نہ کریں۔ پس میں مبارک دیتا ہوں اس کتاب کے لکھنے والے کو اور چھاپنے والیکو کہ وہ خدا کے فضل سے مظفر و منصور ہوئے۔ شیخ صاحب نے الہامات مرزا کے تمام اعتراضونکا جواب لکھا ہے۔ اور اس میں یہ دکھانیکی کوشش ہے کہ حضرت اقدس درحقیقت ایسے اعتراضونکا جواب دے چکے ہیں۔ مگر افسوس تو یہ ہے کہ لوگ ان کتابوں ان تحریرونکو پڑھتے نہیں۔ ۹ پیشگوئیوں کے بارے میں پر بحث ہے۔ پہلے پیشگوئیونکا فلسفہ لکھا ہے۔ اور جو اسے سوچکر پڑھیگا۔ وہ حق پا چکا۔ اسکے بعد آتھم کی پیشگوئی ہے پھر لیکھرام کی پھر مرزا احمد بیگ کی پھر محمد حسین بٹالوی کی (جس میں شیخ ایڈوکیٹ کے حال پر بہت رحم کیا گیا ہے۔ ورنہ مولف کے پاس وہ ریکارڈ اور مصالحہ تھا۔ کہ اگر بسط کے ساتھ لکھتا تو ضربت علیھم الذلۃ والمسکنۃ" کی شان اندھوں کو بھی نظر آ جاتی) پھر نشان آسمانی میعادی سہ سالہ (جس میں قصیدہ عربی کے اعتراضوں کے جواب میں شیخصاحب نے

اپنی عالمانہ شان دکھا کر ثابت کیا ہے۔ کہ امی کیونکر نبی کے فیض صحبت سے فاضل حقایق آگاہ ہو جاتا ہے) پھر طاعون اور قادیان کے حفاظت کے متعلق جس میں ہمارے شیر کی دہاڑ دشمن کے زہرہ کو آب آب کر رہی ہے۔ پھر ثناءاللہ کے بارے میں پیشگوئی ہے۔ ہمارے دوست اسے منگوا کر پڑھیں۔ اور جو زہر کھا چکے ہیں۔ انکے حال پر اختلال پر رحم فرما کر تریاق ہاتھ میں لیکر بڑھیں۔

خط کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کسی فہیم کاتب نے لکھی ہے یعنی وہ مکھی پر مکھی مارنے والے نے نہیں لکھی۔ البتہ آیات دیکھکر یہ کہنا پڑتا ہے۔ کہ احتیاط نہیں کی گئی کاغذ عمدہ مجلد ۸؎ بلا جلد ۲؎ ملنے کا پتہ۔ میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر الحق تراہا بیرم خاں پرانی منڈی پھولکی دہلی

یوگی | واخرجت الارض اثقالھا کی ماتحت زمین اپنے سارے خزانے اگل رہی ہے اور القت ما فیھا وتخلت کے مطابق وہ اسرار ظاہر ہو رہے ہیں۔ جنکے معلوم کرنے کے لئے لوگ اپنے اموال تو کجا جانیں مشکلات میں ڈالدیتے تھے۔ وہ اپنی اپنی ساری عمریں خدمت میں گزار دیتے۔ مگر مسیح کے ظہور سے یہ تمام دکانیں سرد ہو گئیں ہیں۔ اور اب قیامت تک اپنا فروغ نہیں دکھا سکتیں۔ یوگ مسمریزم اور بعض موجودہ فقراء کا تصوف ایک ہی اصل سے ہے وہ کیا قوت ارادی اور یکسوئی قلب۔ اسکے حصول کے مختلف ذرائع ہیں اسکے لئے کسی خاص مذہب کی ضرورت نہیں وہ اختلاج قلب جسے اصطلاح میں قلب کا جاری ہونا کہتے ہیں ایک ہندو کو بھی ہو سکتا ہے۔ ایک مسلم کو بھی یہ تصنیف زیر ریویو ایک عورت متھرا دیوی نے سوامی دیال جی کی ہدایات کے ماتحت لکھی ہے۔ اس میں یکسوئی قلب و قوت ارادی حاصل کرنیکے لئے قواعد بتائے ہیں۔ اور پھر علم سرودیہ کا ذکر ہے یعنی ناک سے جو دم نکلتا ہے۔ اسکو باضابطہ کرنے کے قاعدے دکھائے ہیں جن سے انسان بہت سے امراض کا علاج بہت سے تغیرات اور خبریں معلوم کر سکتا ہے۔ جن لوگوں کو ایسے علوم کا شوق ہے۔ انکو یہ کتاب مفید ہوگی مگر میں یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ اس رسالہ کے ساتھ استاد کی ضرورت نہیں۔ ہاں اتنا کہہ دیتا ہوں۔ کہ دوسرے

مسمریزم کی کتابوں کی طرح صرف باتوں پر نہیں ٹالا - اور کوئی ہم سے پوچھے۔ تو اسلام میں ہمنے وہ کچھ پایا کہ یہ سب باتیں لغو معلوم ہوتی ہیں۔ یہ تمام لوگ وحدت وجود کے قایل ہوتے ہیں۔ کاغذ اچھا ہے لکھوائی خراب ۱۳۶ صفحے قیمت عہ ملنے کا پتہ۔ مینیجر یوگ آشرم حسن ابدال پنجاب رسالہ میں نظم بھی دی ہے جو عروض کے لحاظ سے غلط ہے مگر اس میں شک نہیں کہ روحانیت کی لہر میں لکھی گئی ہے۔

اخبار نویسوں کے اسرار

ہندوستان کا ایڈیٹر بڑا بدنصیب اور بڑا ہی خوش نصیب ہے یہاں بدنصیبی کی تشریح مقصود نہیں۔ بلکہ خوش نصیبی کا ذکر کرونگا۔ وہ یہ کہ گھر بیٹھے اسے سینکڑوں غمگسار ہزاروں خیر خواہ ملجاتے ہیں۔ جو اسکی ذات سے ایک خاص دلچسپی رکھتے ہیں۔ اسکے غم سے غمگین ہوتے اور خوشی سے خوش ہوتے ہیں۔ ان غائبانہ مشتاقوں کو اگر اسکی سوانح ملجائے تو وہ کیوں شوق و ذوق سے نہ دیکھینگے۔ پس منشی محمد الدین صاحب فوق قابل شکریہ ہیں۔ کہ انھوں نے بہت محنت سے انکے حالات ایک رسالہ میں جمع کئے۔ جس میں سے بہت سے خود نوشتہ ہیں۔ اس رسالہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر ایڈیٹر مڈل یا انٹرنس فیل ہیں۔ اور ایڈیٹری کے پیشہ کی طرف رغبت دلانیوالی چیز مصائب ہستی ہیں انکی پیہم ناکامی ہے یا وہ طبعی ذوق اور دماغی جنون جو ہر اہلِ قلم کو لاحق ہوتا ہے بہر حال بعض ہمعصروں کے حال پڑھنے والیکو بہت سے سبق سکھاتے ہیں یا چند ناکامیوں یا بے سر و سامانیوں سی بد دل ہوکر کام چھوڑ بیٹھنے یا خودکشی کر لینے والونکو جرأت و ہمت دلاتے ہیں۔ اور یہ بتاتے ہیں۔ کہ کیونکر ایک شخص معمولی چھ سات روپے کا نوکر تھا۔ اور پھر آخر اس رتبے کو پہنچا۔ کہ اپنے قلم کی ایک حرکت سے ہزاروں انسانونکو ایک راہ پر لاسکتا ہے پہلے پٹواری یا امین تھا۔ اور ابھی قومی رازونکا امین اور قومی حقوق کا محافظ ہے۔ جن لوگوں کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہوتا تھا۔ اور جی حضور جی حضور کہتے زبان سوکھی جاتی تھی۔ اب ان کے پبلک افعال پر آزادانہ تنقید کرنیکا حق رکھتا ہے۔ ظفر الملک علوی اور جالب ناکام نے اپنے

حالات ظریفانہ پیرائے میں خوب لکھے ہیں۔ اس میں خاندانِ نبوت کے درخشندہ گوہر صاجزادہ میرزا محمود احمدؐ کے مکمل حالات بھی ہیں جو وابستہ دامن اہلبیت شیخ یعقوب علی کی نیازمندانہ و مخلصانہ قلم نے مرتب کئے ہیں عمر میں سب سے چھوٹے ایڈیٹر آپ ہی ہیں۔ یہ رسالہ سو صفحے پر ہے ۱۸×۲۲ نہایت گنجان و باریک لکھوائی سے ختم ہوا ہے۔ تصاویر کو دیکھنے سے طبیعت میں انقباض پیدا ہوتا ہے۔ غالباً یہ بطور نظر ٹو کے ہے۔ یا شاید ہمارے دوست فوق کو اپنے ہم پیشہ دوستوں سے کوئی انتقام لینا مقصود تھا۔ ستم ظریفی تو یہ ہے کہ مرگ انبوہ جشنے دارد کے مقولے کی پیروی کرتے ہوئے خود بھی ان میں شامل ہو گئے ہیں۔ ہاں یہ لکھنا تو بھول گیا کہ ہمارے ابن خضر جو کا تذکرہ بھی اس میں ہے آپ کے حالات لکھنے والے نے سیدنا مرزا علیہ السلام کا ذکر بھی کیا ہے۔ مگر افسوس کہ ایسے الفاظ میں جو صداقت سے بہت دور ہیں۔ رامپور میں جو فتح آپکو حاصل ہوئی۔ اسکی قلعی صادق اٹاوی بدر میں کھول چکے ہیں۔ ۱۵۔ اپریل والے اشتہار کا نتیجہ تو بالکل آپ کا منہ مانگا ہوا اور یہ جو انعام لیے پھرتے ہو۔ یہ درحقیقت خرچ ہے۔ ان اشتہاروں کا جو اپنی ہزیمت کے اپنے ہاتھوں سے دے رہے ہو۔ دنیا سے ابھی اہل رشد و ہدایت و صاحبان فطانت و ذہانت و معاملہ رس اصحاب گم نہیں ہو گئے۔ ملنے کا پتہ ایڈیٹر کشمیری میگزین لاہور قیمت ۸؍

احمدی خاتون یہ رسالہ شیخ الحکم کے دماغی تموجات کا موجہ گہر ریز ہے درحقیقت برادر یعقوب نے اس راز کو پالیا ہے۔ کہ ہمارے امام ہمام کا مقام دیگر اولیاء علماء امت محمدیہ سے اعلیٰ و افضل ہے۔ اور ہماری جماعت کی پوزیشن دوسرے فرق اسلامیہ سے الگ ہے۔ ہم نقشبندیوں۔ سہروردیوں چشتیوں یا ایسے فرقوں کی طرح نہیں بلکہ ہمارا حال تو ایک نبی کی امت سا ہے۔ جو شہداء علی الناس بنائی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دوسرے فرقوں میں ملکر فنا ہو جانے سے بچانے کے لئے اشتراکی امور سے ہمکو الگ کر لیا۔ نہ غیروں کی امامت میں نماز پڑھنے کی اجازت دی۔ نہ رشتہ ناطہ دینے کا ایما فرمایا۔ پس جب ہم ایک امتیازی

قوم ہیں اور دوسروں کی اصلاح کے لئے مامور ہیں تو فرقہ نسوان کو لیڈ کرنا بھی ہمارا ہی فرض ہے۔ آجکل تعلیم نسواں کا بیشک چرچا ہے۔ اور چند ایک رسالے اور اخبار بھی ان کے لئے نکلتے ہیں۔ مگر افسوس کہ انکا اکثر حصہ یورپ کی تقلید میں ہے۔ کتاب و سنت کو انکا پیشوا نہیں بناتے بلکہ لیڈیاں اروپا کے طرز عمل کو جو اپنے اندر کئی قسم کے مفسدے اور خرابیاں رکھتا ہے۔ وہ عورتوں کو حقوق دلوانا چاہتے ہیں۔ مگر وہ حقوق نہیں جو خدا اور اسکے رسول نے دیئے ہیں۔ بلکہ وہ جو فلاسفران یورپ نے دیئے ہیں۔ اور جس کا نتیجہ وہ اب بھگت بھی رہے ہیں۔ وہ ہمیں ناشزہ اور گستاخ اور بے ادب اپنی خاوندوں کی پرواہ نہ کرنے والی خودرائے خودستا حورتیں دینا چاہتے ہیں۔ جنہیں اگر کپڑے سینے کے لیئے کہا جائے۔ تو کہیں کیا ہم درزن ہیں۔ اور اگر دوائی پلانے کے واسطے ہدایت دیں تو کہیں: یہ ڈاکٹر کا کام ہے اور اگر کھانا پکانے کے لیئے کہیں تو جواب دیں کیا ہم باورچنیں ہیں (متوسط طبقہ کو پیش نظر رکھکر میں کہہ رہا ہوں) شام کے وقت جب کھانا کھلانے کا وقت ہو۔ تو وہ ہوا خوری کو چلی جائیں۔ صبح جب بچے جاگیں۔ تو وہ باغ میں پھر رہی ہوں۔ اور ہم چاہتے ہیں کہ ایسی بیبیاں ہوں۔ جو اپنے شوہروں کے لئے موجب مودۃ سکینت و رحمت ہوں جو مردوں کو اپنا مؤدب سمجھیں۔ اور اپنی ناقص عقل کو ہمیشہ انکے مشورے کا محتاج سمجھیں گھر کو ایک بہشت بنا دیں۔ میں امید کرتا ہوں شیخصاحب اسی نقطہ خیال سے کام کرینگے اور اسکی ایڈیٹری کسی شریف تعلیمیافتہ سلیم الفطرت بی بی کے سپرد کرکے آپ صرف قوّام رہینگے۔ موجودہ صورت مردانہ پرچے کی ہے نہ کہ زنانہ کی۔ ۴۰ صفحے کا رسالہ ہے۔ اور ایسے بارہ حصے ۱۲ کو خریدار ونکو مل سکتے ہیں۔ خدا کرے شیخصاحب استقلال و لجمعی سے سے کام کریں۔ اور ورس خواتین بھی اس میں درج ہوا کرے۔

قریشی ٹریکٹ

لاہور کے ایک بڑے مجمع میں حضرت امام ہمام سے سوال کیا گیا تھا۔ کہ ہم خدا اور رسول پر ایمان لائے نماز روزہ کرتے ہیں۔ پھر آپ کے ماننے کی کیا

ضرورت ہے۔ اسپر حضور نے ایک تقریر فرمائی تھی۔ اسے نہایت ہی خوشخط بڑی اعلیٰ چھپوائی کے ساتھ نہایت عمدہ کاغذ پر حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری حویلی کابلی مل لاہور نے مفت چھپواکر تقسیم کیا ہے۔ محصولڈاک بھیجکر آپ بھی منگوائیں۔ اور اگر اس کار ثواب میں شامل ہونیکا ارادہ ہے تو ۶/ سینکڑہ کے حساب لاگت بھجوادیں۔ یہ سوال ایسا ہے جو تقریبًا ہر احمدی سے کیا جاتا ہے۔ اور اسکا جواب خود اس برات کے دولھا نے دیا ہے۔ اس سے زیادہ مستند معتبر جواب کیا ہوسکتا ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزا۔ قریشی صاحب کی نظر انتخاب قابل صد داد ہے

انگریزی گفتگو مڈل پرائمری اور عام شائقین کے لئے مفید ہے۔ ہر فعل کے ذیل میں ایک مشق فقرات سوالیہ جوابیہ کی درج کی گئی ہے۔ اوران مشقوں سے پہلے تمام الفاظ استفہامیہ الفاظ مروجہ گفتگو اور مختصر جملے اور محاورات بطور تمہید پورے چار صفحوں پر دیئے گئے ہیں۔ تعداد صفحات انگریزی وارد و ۶۵ قیمت انگریزی مع اردو ۲۰ قیمت انگریزی ۲ر ۲۵ یا زیادہ جلدوں کے لئے کمیشن ۲۵ فیصدی بقیمت نقد یا وی پی مصنف سے اور لاہور کے مشہور تاجران کتب سے ملسکتی ہے۔ ماسٹر ولی اللہ (مصنّف) معرفت میاں ہدایت اللہ صاحب کوچہ چابکسواراں لاہور۔ افسوس ماسٹر صاحب جو ہمارے سلسلہ کے مخلص ممبر تھے فوت ہوگئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ میاں قدرت اللہ کے نام درخواستیں بھجیں۔

گردشی جنتری اگلے زمانے میں تجارت کی کامیابی کا راز راستبازی صداقت خشیۃ اللہ اور شفقۃ اللہ انفاع خلق اللہ کے لیئے کام کرنے میں تھا۔ اور اب بھی ہے لیکن اسکے ساتھ اس زمانے میں یورپی اثر غالب ہونیکی وجہ سے اشتہار بازی بھی ضروری ہوگئی ہے۔ اشتہار اس کثرت سے نکلے ہیں کہ انہیں کوئی پڑھتا بھی نہیں۔ اسلیئے مشتہروں کو عجیب عجیب تجویزیں سوجھنی پڑتی ہیں جو صرف اہل یورپ کے حصے میں آئے ہیں مگر ہندوستانی ذہن و دماغ بھی کب نچلے بیٹھنے والے ہیں۔ وہ بھی کچھ نہ کچھ کرہی دکھاتے ہیں۔ حکیم غلام نبی زبدۃ الحکما موچی دروازہ لاہور نے ایک گردشی جنتری ایجاد کی ہے۔ جو ایک مدور کاغذ کے ٹکڑے پر ہے اور سنہ ۱۹۰۹ء سے سنہ ۱۹۳۰ء

تک انگریزی مہینوں کی تاریخیں اور دن بتاتی ہے۔ اور اردگرد آپ کی دوائیوں کا اشتہار ہے حکیم صاحب نے بہت معنی خیز فیاضی سے کام لیا ہے کہ اسے مفت تقسیم کرتے ہیں۔ پتہ بھجوائیے اور جنتری وصول کیجئے۔

خطبات نور خدا تعالیٰ جزائے خیر دے شیخ عبد الحمید اڈیٹر پٹیالہ سٹیٹ آر بی ریلوے لاہور کو جنہوں نے ہمارے سید و مولیٰ مطاع و محبوب کے خلیفہ اول علامہ بے بدل حضرت مولٰنا نور الدین صاحب کے خطبات (جو شیخ یعقوب علی صاحب نے مرتب کر کے الحکم (۱۹۰۱ء میں وقتاً فوقتاً شائع کئے ہیں اور قوم انکی ایسی بیش قیمت خدمات کا اعتراف کرتی ہے) کی پہلی جلد ۱۱۲ صفحے حجم کی نہایت عمدہ و دبیز کاغذ پر بڑے اہتمام سے چھپوائی کاغذ اور چھپوائی کو دیکھ کر جی چاہتا ہے کہ یہ کتاب خوشخط بھی اسی درجے کی ہوتی۔ باقی رہا یہ امر کہ خطبات کیسے ہیں۔ سو یہ میرا منصب نہیں اور نہ اسپر ریویو کی ضرورت ہے کیونکہ جس کے خطبے ہیں۔ اسکے ہاتھ پر ہم سب بیعت کر چکے ہیں۔ اور وہ ہمارے پیر و مرشد ہیں۔ پس اپنے مرشد کی ہدایات کو جو دل کے کانوں سے نہ سنے وہ کیسا مرید ہے اور کون احمدی ہے جو ذی استطاعت ہو کر پھر نہ خریدے قیمت ۸ر جو بمقابلہ خرچ زیادہ نہیں۔ ملنے کا پتہ اوپر درج ہو چکا۔

نور ۱۵ اکتوبر ہمارے امام علیہ السلام نے جہاں اور فرقوں پر اتمام حجت کیا۔ وہاں سکھوں کو بھی بتایا۔ کہ انکے گرو کا مذہب اسلام ہی تھا۔ اور اسکے ثبوت میں کئی زبردست تحریریں لکھیں۔ ست بچن ایک مبسوط و ضخیم کتاب ہے۔ پھر چشمہ معرفت کے ایک حصہ میں یہی مضمون ہے اس چشمہ ہدایت کی اشاعت کا کام ہمارے برادر شیخ محمد یوسف صاحب کمار و دوان نے اپنے ذمہ لیا۔ اور چونکہ وہ گرنتھ پڑھ سکتے ہیں۔ اسلیئے اس مضمون کو انہوں نے خوب سٹڈی کیا۔ کئی ایک رسالے اور ٹریکٹ بھی شائع کر چکے ہیں کہ جس آبحیات سے وہ خود سیراب ہوتے ہوں۔ انکے بھائی بھی ہوں۔ یہ ان تحریروں کا خلاصہ ہے جو ۱۵ اکتوبر کے پرچہ میں چھاپا گیا ہے احباب منگوا کر اشاعت کریں۔ دفتر نور قادیان

ناظرین تشحیذ الاذہان کے لئے بھی رعایت کا موقعہ

اخبار بدر کے ناظرین کو دو مرتبہ مندرجہ ذیل رعایت دیگئی تھی۔ جس سے وہ مستفید ہوئے لیکن میں چاہتا ہوں کہ ناظرین تشحیذ کو بھی ایک موقعہ رعایت خاص کا دیا جائے۔ اسلئے یکم لغایت ۱۰ دسمبر ۱۲ء کامل دس یوم کی رعایت کا یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ ان دس ایام میں جن احباب کی درخواست خریداری اخبار الحق کی ڈاکخانہ میں ڈالی جاویگی انکو بجائے عہ سالانہ کے عہ سالانہ چندہ پر اخبار دیا جاویگا یہ اخبار ہفتہ وار ہر جمعہ کو دہلی سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تائید میں زیر ایڈیٹری عاجز قاسم نکلتا ہے۔ صرف پچاس خریداروں تک یہ رعایت محدود ہوگی۔ (۲) انہیں ایام میں رسالہ احمدی کے خریدار سے بھی بجائے عہ سالانہ کے صرف ۱۲ ر چندہ لیا جاویگا یہ رعایت صرف ۲۰۰ خریدار تک ہوگی رسالہ احمدی سلسلہ احمدیہ کے مخالفین مثل ثناءاللہ وغیرہ کے جواب میں دہلی سے شایع ہوتا ہے جس کا سالانہ چندہ عہ ہے (۳) رسالہ احمدی ۱۹۱۱ء سے نکلنا شروع ہوا ہے جلد اول ۱۹۱۱ء جو نایاب مضامین اور لاجواب دلائل صداقت مسیح موعود علیہ السلام سے پُر ہے ۱۹۱۲ء تک صرف ۱۲ ر میں دیجائیگی پہلی جلد کے چند نسخہ باقی ہیں پھر دوبارہ یہ دستیاب نہ ہونگے (۴) تاریخ اسپین مجلد ہسپانیہ کے عروج و زوال کی مستند تاریخ اعلیٰ کاغذ و خط ضخامت نو سو ۹۰۰ صفحہ معہ نقشہ جات پسندیدہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ اصلی قیمت للعہ رعایتی عہ صرف پچاس خریداران تک یہ رعایت ملیگی (۵) حمائل شریف ترجمہ ڈپٹی نذیر احمد صاحب ایک صفحہ پر متن بالمقابل صفحہ پر ترجمہ حاشیہ پر فوائد اصلی قیمت عہ رعایتی عہ مجلد (۶) حمائل شریف ترجمہ شاہ عبد القادر صاحب تقطیع موزون خوشخط مطبوعہ مطبع مصطفائی دہلی نہایت صحیح قیمت اصلی عہ رعایتی عہ مجلد (۷) حمائل شریف ترجمہ شاہ رفیع الدین صاحب یہ ترجمہ تحت اللفظ ہے جو نہایت عمدہ اور پسندیدہ حضرت خلیفۃ المسیح ہے مطبع سادھو رہ کی طبع شدہ ہے اصلی عہ رعایتی عہ مجلد (۸) عبرت مصنفہ اہلیہ ملک کرم الٰہی صاحب احمدی جس میں تعلیم نسوان کی خوبیاں اور نصرانیت کی تردید اسلام کی صداقت احسن طریق پر بیان ہوئی ہے اصلی ۸ ر رعایتی ۴ ر (۹) سرمہ چشم آریہ مطبوعہ قادیان دار الامان اصلی ۱۲ ر رعایتی ۸ ر (۱۰) ضرورت زمانہ مصنفہ ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب مصنف اختیار الاسلام وغیرہ اصلی ۸ ر رعایتی ۶ ر (۱۱) تصدیق کلام ربانی بجواب مسلمانی کے بانی کی کہانی مصنفہ

سید صادق حسین صاحب مختار کلکٹری و مشہور اہل قلم سلسلہ عالیہ احمدیہ یہ کتاب قابل دید و لائق خرید ہے اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک پر جو اعتراضات آریوں نے کئے تھے۔ انکا مکمل مفصل و مدلل

(۱۲) جواب یورپین مصنفوں کی کتابوں سے صداقت محمدیہ کا ثبوت اصلی ۸ ر رعایتی ۴ ر (۱۳) مباحثہ مونگیر حصہ اول و دوم۔ یہ وہ مباحثہ ہے جو مونگیر صوبہ بہار میں احمدیوں سے غیر احمدیوں کا اور غیر احمدی شکست فاش کھا کر مباحثہ سے فرار ہوگئے اصلی قیمت ۸ ر رعایتی ۴ ر (۱۴) بدر کامل دندان شکن آریوں کے اس چیدہ اعتراضوں کا مکمل جواب جو وہ ہمیشہ اسلام پر کرتے ہیں اصلی قیمت ۵ ر رعایتی ۳ ر

اُردُو ترجمہ کتاب فتوحات مکیہ

فتوحات مکیہ جوکہ ایک مشہور و معروف عربی زبان کی بڑی بڑی چار ضخیم جلدات میں مشکل اور دقیق العبارت کتاب ہے۔ اسکا اردو ترجمہ خوبصورت ماہواری رسالہ کی صورت میں ہم نے چھاپنا شروع کیا ہے۔ اس میں قرآن کریم و احادیث نبویہ کے باریک درباریک اشارات و لطیف نکات اور حقایق و معارف الٰہیہ اور علوم لدنیہ کے اسرار درج ہیں۔ گویا کہ یہ کتاب علوم دین کا بحر ذخار ہے۔ اس کتاب کے مصنف حضرت شیخ محی الدین ابن عربی حاتمی طائی اندلسی رحمۃ اللہ جوکہ اولیائے کبار سے چھٹی صدی ہجری میں گزرے ہیں۔ فتوحات مکیہ کے دیباچہ میں لکھتے ہیں جس کا اردو ترجمہ یہ ہے کہ جو علوم مینے اس کتاب میں درج کئے ہیں۔ وہ اکثر خانہ کعبہ کا طواف کرنیکے وقت یا حرم شریف میں بحالت مراقبہ خدا تعالےٰ نے مجھ پر کھولے ہیں۔ اور جلد اول کے صفحہ ۹۸ میں لکھتے ہیں کہ اس کتاب کے لکھنے کیلئے مجھ پر خدا تعالےٰ کا تاکیدی حکم نازل ہوا ہے۔ الغرض اس کتاب میں عجیب در عجیب اسرار الٰہیہ اور علوم لدنیہ کے کرشمے دکھائے گئے ہیں ضخامت رسالہ ۵۶ صفحے کلاں۔ قیمت رسالہ سالانہ ۳۸ (ساڑھے تین روپیہ) سالانہ مع محصولڈاک ہینگی اگر نمونہ مطلوب ہو۔ تو رسالہ ۶ر (چھ آنہ) میں مع محصولڈاک بذریعہ وی پی ارسال خدمت ہوگا۔ خریداری رسالہ کی تمام درخواستیں بنام

ابو عبدالرؤف مینیجر رسالہ ڈاک خانہ چنگا بنگیال

تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی پنجاب

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی مجرب دوائیں جو

۲۹ برس سے تمام ہندوستان میں استعمال ہو رہی ہیں

آزمائش کیلئے ڈاکٹر برمن کی بنائی ہوئی دوائیں

ایک ہی بکس میں چھ مشہور دوائیں



ڈاکٹر برمن کی دوائیوں کے لئے اکثر اس مضمون کے خط آیا کرتے ہیں کہ آزمائش کیلئے تھوڑی دوا بھیجدیں بعد فائدہ پانے کے زیادہ دوا منگوا لینگے صرف معمولی ہی معمولی آدمی نہیں بلکہ ڈاکٹر وید ہم سے ایسا ہی چاہتے ہیں اور ایسا ہونا لازمی بھی ہے اسلئے ڈاکٹر برمن نے اپنی بنائی ہوئی دواؤں میں چھ دواؤں کا ایک بکس نمونہ کا بنایا ہے اس میں مندرجہ ذیل دوائیں چھ شیشوں میں بھری ہوئی خوبصورت کاغذ کے بکس میں بند رہتی ہیں جن کے ساتھ انکے حالات کی چھپی ہوئی کتاب اور استعمال ترکیب بھی رہتی ہے۔ گھر والوں کے لئے یہ انمول ہے تھوڑے خرچ میں ڈاکٹر برمن کی خاص مفید دواؤں کا فائدہ ملتا ہے اپنی خواہ دوسروں کی تھوڑی میں بہت بہتری ہو سکتی ہے

دواؤں کا نام

عرق کافور ہیضہ و گرمی کے دست کی ایک ہی دوا ہے۔ دمہ کی دوا فوراً دم کو دبا دیتی ہے کولا ٹانک ہر ایک کے لئے طاقت بڑھانیکی دوا۔ مقوی باہ کی گولیاں جیسا نام ویسا فائدہ۔ جلاب کی گولیاں آسانی سے پیٹ صاف کرتی ہیں۔ عرق پودینہ سبز۔ درد شکم و ریاحی درد کی دوا قیمت فی بکس ۱۲ محصولڈاک ۴ر

رائیں۔ رسالہ ضیاء الاسلام مراد آباد۔ مجھے کافور ہیضہ کے مریضوں پر استعمال کیا تو بجد فائدہ مند ثابت ہوئی علاوہ ازیں مفصلہ ذیل اخباروں نے انکی تعریف کی ہے۔ پیسہ اخبار لاہور۔ آفتاب دکن۔ اردو بنش گزٹ وغیرہ

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۶۰۸ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

اطلاع — چھپنے میں غلطی ہماری ہیں ... تصحیح ... درست کر لئے ... مہتمم